ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

7 رجب ۱۴۳۱ھ —— جولائی ۲۰۱۰ء

- نااہل قیادت اور اداروں کا تصادم
- خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک طائرانہ نظر
- قادیانی عبادت گاہوں پر حملے۔ پس منظر، پیش منظر
- چناب نگر —— مسلمانوں کے لئے نوگوایریا
- مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے حالاتِ حاضرہ پر ہفت روز ''تکبیر'' کا انٹرویو

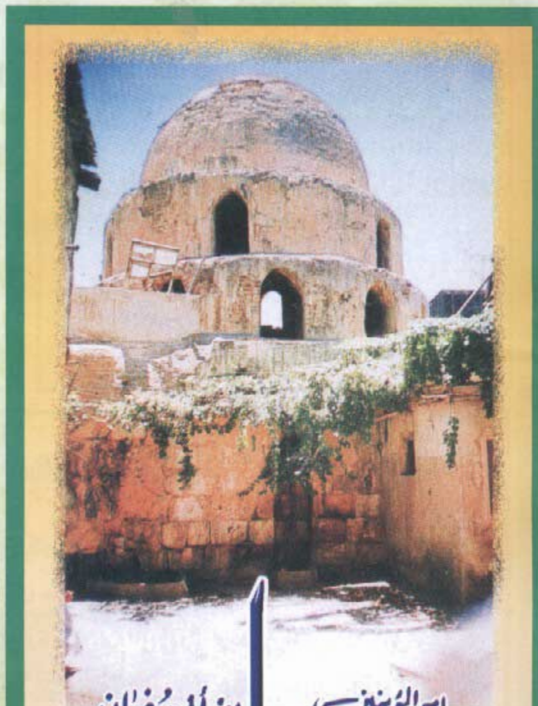

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ

وعدہ کرلیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انھوں نے نیک کام، البتہ پیچھے حاکم کردے گا اُن کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو، اور جمادے گا اُن کے لیے دین اُن کا جو پسند کردیا اُن کے واسطے اور دے گا اُن کو اُن کے ڈر کے بدلے میں امن، میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہ ہی لوگ ہیں نافرمان۔ (النور، آیت ۵۵)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا جبرائیل علیہ السّلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! معاویہ کے ساتھ اچھا معاملہ کیجیے۔ اس لیے کہ یہ بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب کے امانت دار ہیں۔ اور یہ "سب سے بہترین امین ہیں۔" ("تطہیرالجنان"، صفحہ ۱۳)

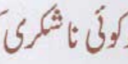

الآثار

صحابہ معیار حق

معیارِ حق صحابہؓ ہیں جو اللہ کے چنے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تزکیہ کیا، ان کے ظاہر و باطن کو اجالا، ان کی عدالت کی تصدیق کی، ان کو راشد وہادی بنایا۔ ان کو مؤمن حقیقی کہا، ان ہی کو مفلحین وفائزین کہا، ان کی دنیا کو معیار قرار دیا، عین دین فرمایا۔ ان کی آخرت پر اللہ کی رضا کی مہر لگادی، انھیں شک وارتیاب سے، وہم وگمان سے ماورٰی کردیا اور ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پرتو بنادیا۔ صحابہؓ ہی لفظ امت کے پہلے اور حقیقی مصداق ومظہر اور رضوان وجنت کی تمام بشارات کے اولین اور واقعی مستحق ہیں۔ یہی حضرات مقدمۂ نبوت کی مثل ہیں۔ ان کی تصدیق سے ہی قرآن وحدیث اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہے۔ اور معاذ اللہ ان کی تکذیب سے ہی سب کی تکذیب۔ ان ہی حضرات کے ایمان و حقانیت کا اقرار بہ حکم اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے مدار اسلام وایمان ہے اور ذریعہ ہدایت ونجات بھی۔ اور یہی حضرات باوجود غیر معصوم وغیر نبی ہونے کے بہ فرمانِ رسول "لا تتخذوھم من بعدی غرضا" ہر قسم کی تنقید و تردید اور تغلیط وتنقیص سے ہمیشہ کے لیے بالاتر ہیں اور ان کا بدگو وبدخود دین ودنیا میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ومردود ہوکر رہے گا۔ امام اوّل بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے لے کر جناب وحشیؓ بن حرب تک جملہ جملہ صحابہ کرامؓ قابل صد ہزار احترام وتکریم اور بعد نبی سب سے زیادہ واجب الاطاعت ہیں (رضی اللہ عنہم)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 21 شمارہ 7 رجب المرجب 1431ھ — جولائی 2010ء
Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

مجلس فکر
عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی
سید عطاء المنان بخاری

تزئین
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

تشکیل

دل کی بات:	نااہل قیادت اور اداروں کا تصادم	مدیر	2
شذرات:	قادیانی عبادت گاہوں پر حملے، پس منظر پیش منظر فرانس 24- ٹی وی چینل کے عملے کی چناب نگر آمد	عبد اللطیف خالد چیمہ	3
دین و دانش:	خلافت معاویہؓ پر ایک طائرانہ نظر	مہدی معاویہ	8
مطالعہ قادیانیت:	قادیانیوں کے متعلق دستوری فیصلے کو ری اوپن کرنے کی کوشش	مولانا زاہد الراشدی	14
//	قادیانی مسئلہ حقائق کیا ہیں؟	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	18
//	قادیانی ڈائریکٹر کا عجیب وغریب دعویٰ	محمد عطاء اللہ صدیقی	23
//	مرزا قادیانی کی عملی حیثیت، اس کے بیٹے مرزا محمود کی نظر میں	مولانا محمد سہیل باوا	29
افکار:	چناب نگر..... مسلمانوں کے لیے نو گو ایریا	سیف اللہ خالد	36
//	عصر حاضر کا مومن	خالد اختر کھوکھر	39
انٹرویو:	عبد اللطیف خالد چیمہ کی ہفت روزہ تکبیر سے گفتگو	احمد خان	41
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	45
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب جاوید اختر بھٹی، سید عطاء المنان بخاری		46
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	52
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	59

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

زر تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل ذوالقرنین

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات　　　　مدیر

نا اہل قیادت اور اداروں کا تصادم

سپریم کورٹ آف پاکستان نے الیکشن کمیشن کو ہدایت کی ہے کہ جعلی ڈگریوں کے حامل ارکانِ اسمبلی کو نا اہل قرار دے۔ معلوم نہیں کہ عدالتِ عظمیٰ کی اس ہدایت پر الیکشن کمیشن کتنا عمل درآمد کرتا ہے۔ وطنِ عزیز کی بدقسمتی ہے کہ پینسٹھ برسوں میں آنے والی حکومتوں نے آئین وقانون پر عمل درآمد نہیں کرایا۔ فوجی ڈکٹیٹروں نے اپنی پسند کے مطابق قوانین وضع کیے اور سول جمہوری ڈکٹیٹروں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے یہی آموختہ دہرایا۔ اس عمل قبیح نے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا۔ موجودہ پارلیمنٹ نے اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے جنرل پرویز مشرف کے آمرانہ قوانین ختم کیے اور ۱۹۷۳ء کا آئین بحال کر کے اپنے طور پر بڑا معرکہ سر کیا مگر ساتھ ہی انیسویں ترمیم کی بازگشت بھی سنائی دے رہی ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے الیکشن میں حصہ لینے والے امیدواروں کے لیے بی اے تک تعلیم لازمی قرار دی تھی۔ ان کے جانے کے بعد سپریم کورٹ کی مہربانی سے جعلی ڈگریوں والے ارکانِ اسمبلی کا انکشاف ہوا تو ایسی ایسی شخصیتوں کے نام سامنے آئے کہ عوام انگشت بدنداں ہیں۔ تازہ رپورٹ کے مطابق ایسے ارکان کی تعداد اڑھائی سو کے لگ بھگ ہے۔ نہلے پہ دہلا یہ ہے کہ اس جرم میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں برابر کی شریک ہیں۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ جعلی ڈگریوں والے ارکانِ اسمبلی استعفے دے کر ضمنی انتخاب کے ذریعے دوبارہ اسمبلی میں پہنچ رہے ہیں۔ اُدھر صدر زرداری نے نوڈیرو میں جیالوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہماری مقبولیت ہے کہ جمشید دستی جیسے لوگ دوبارہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آرہے ہیں۔ اور جعلی ڈگری والے جمشید دستی کا یہ بیان کتنا شرمناک ہے کہ پیپلز پارٹی نے پرویز مشرف پر مقدمہ نہ چلانے کا معاہدہ کیا تھا۔

این آر او، سٹیل مل، کروڑوں کے قرضوں کی معافی اور حکمرانوں کی کرپشن کے کئی مقدمات سپریم کورٹ میں زیر بحث اور فیصلے کے منتظر ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم اپنے اپنے بیانات میں یہ تاثر دیتے رہتے ہیں کہ حکومت عدلیہ کے فیصلوں کا احترام کرے گی لیکن عملی صورتِ حال اس کے برعکس نظر آرہی ہے۔

مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں ایک سرد جنگ جاری ہے جو کسی بھی وقت گرم ہو سکتی ہے۔ کمر توڑ مہنگائی عروج پر ہے رہی سہی کسر حالیہ بجٹ نے نکال دی ہے۔ پینے کا صاف پانی مفقود، بجلی، گیس عنقا اور بل پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ۔ ہر شہری عدم تحفظ کا شکار ہے۔ دوسری طرف اقتدار کے سنگھاسن پر نا اہل براجمان ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا، انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟ اصلی ڈگریوں والے پڑھے لکھے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کو اس پریشان کن صورتِ حال سے نکالیں۔

قادیانی عبادت گاہوں پر حملے......پس منظر، پیش منظر

عبداللطیف خالد چیمہ

لاہور میں ۲۸ رمئی کو دو قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں اور ان پُرتشدد کارروائیوں کے بعد کا منظر خاصا دھندلا ہو رہا تھا ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تینوں بڑی جماعتوں مجلس احرارِ اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے علاوہ جملہ دینی تنظیموں، تمام مکاتب فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے طبقات اور نمائندہ شخصیات نے ان حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور کسی ایک تنظیم یا کسی ایک فرد نے کسی بھی سطح پر ان حملوں کا کوئی سا جواز ڈھونڈنے کی بھی کوشش نہیں کی جس سے تحریک ختم نبوت کی قیادت کے وژن (vision) کا اندازہ ہوتا ہے ۔متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے بانی اراکین اور مختلف رہنماؤں نے اسے وطن عزیز کے خلاف خطرناک سازش سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسے لگتا ہے جیسے بیرونی مداخلت کے خطرناک دائرے کو پاکستان میں مزید وسیع کیا جارہا ہے۔ تحریک ختم نبوت کسی نہ کسی انداز میں اُس وقت سے برصغیر میں جاری ہے جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کا واشگاف اعلان کیا تھا۔کم وبیش ایک صدی سے قادیانیوں کے خلاف محاذ آرائی کے باوجود کوئی اتنا بڑا حادثہ رونما نہیں ہوا اور اس کی بنیادی وجہ تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کی طرف سے اس مقدس تحریک کو ہر حال میں مکمل طور پر پُرامن رکھنے کی شعوری کوششوں کا زیادہ عمل دخل ہے ورنہ اگر ہم پاکستان بن جانے کے بعد سے اب تک کا سرسری جائزہ لیں تو دس ہزار سے زیادہ فرزندانِ توحید کا مقدس خون ہمیں نظر آرہا ہے۔ حالانکہ یہ بات تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ ۱۹۵۳ء میں فرقان بٹالین (جو قادیانی جماعت کی باضابطہ تنظیم تھی اور ہے) کے کارندوں نے فوج کی وردیاں پہن کر کتنے مسلمانوں کو شہید کیا لیکن تحریک کی قیادت تب سے اب تک اس کام کو ہر حال میں پُرامن رکھنے اور اپنے اکابر کے اسی اسلوب کو آگے بڑھانے کی قائل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود اس مشن کا دائرہ دنیا میں وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے اور قادیانی جماعت کا عملاً ہیڈکوارٹر آج کل جس ملک (برطانیہ) میں ہے وہاں بھی تحریک ختم نبوت اپنے دائرے میں رہتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہے ۔۱۹۸۴ء میں قادیانیوں نے ساہیوال اور سکھر میں دو دو نہتے مسلمانوں کو شہید کیا۔ ساہیوال والا حادثہ ۲۶ راکتوبر ۱۹۸۴ء کو پیش آیا۔ ۲۷ راکتوبر کو شہداء ختم نبوت کے جنازوں کے وقت جو صورتحال تھی، اگر تحریک کی قیادت چاہتی تو اُس وقت ضلع ساہیوال میں قادیانیت کے خلاف پُرتشدد کارروائیاں نہایت آسان کام تھا لیکن پورے ضلع

میں کسی قادیانی کی دکان کا شیشہ بھی نہیں ٹوٹا اور قانونی عدالتی کارروائی کے ذریعے سارا مقدمہ لڑا گیا۔ خدانخواستہ اگر قتل و غارت گری ہوتی تو ایف آئی آر کے اندراج سے لے کر سپریم کورٹ تک ہم عدالتی جنگ ہار جاتے یہ صرف ایک واقعہ ہے (ایسی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں) سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کشمکش کیوں ہے؟ اور اس کا مناسب حل کیا ہے؟ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں لاہوری و قادیانی مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں امت کے تمام طبقات متفقہ طور پر ان کو کافر قرار دے چکے، لوئر کورٹس سے اپر کورٹس تک تمام عدالتوں کے فیصلے آ چکے، رابطہ عالم اسلامی کے تحت مکہ مکرمہ میں تمام اسلامی ممالک متفقہ قرارداد کے ذریعے اپنے فیصلے کا اعلان کر چکے، پھر بھی قادیانی ان فیصلوں کو ماننے سے نہ صرف انکاری ہیں بلکہ پاکستان کے اندر اور بیرون ممالک اِن فیصلوں کے خلاف لابنگ کر رہے ہیں۔ بیرونی دنیا کے ذریعے اس حوالے سے دباؤ بڑھا رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان اور دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ بقول مفکر احرار چودھری افضل مرحوم ''قادیانیوں کا وجود نہ صرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی نظر میں خارج از اسلام ہے بلکہ ان کی اپنی تحریروں میں درج ہے کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ جب یہ تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں میں شامل رہنے پر مُصر کیوں ہیں؟'' ۳۰؍مئی کو گڑھی شاہو والے قادیانی مرکز میں پریس کانفرنس اور ۲؍جون کو ایکسپریس نیوز کے پروگرام بلینک پوائنٹ میں مبشر لقمان کی میزبانی میں انجمن احمدیہ پاکستان کی سپریم باڈی کے ڈائریکٹر (ناظر دیوان) مرزا غلام احمد نے جو کچھ کہا وہ پارلیمنٹ، آئین اور قانون کے لیے کھلا چیلنج ہے۔ وہ اپنے (قادیانی جماعت) کے تناظر میں کہتے ہیں کہ ''جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہے، پانچ ارکان اسلام کو مانتا ہے اس کا نام خُدا نے مسلمان رکھا ہے خُدا تعالیٰ کے حکم کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے ۱۹۷۴ء میں دوسری ترمیم پاس کی گئی۔ ہم مسلمان ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم ہیں'' گویا ایک صدی کی پُر امن جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے کی روشنی میں قرارداد اقلیت، ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف تسلسل کے ساتھ مہم ان کے لئے ضروری ہے، ۲۸؍مئی کو پوری دنیا کے میڈیا پر دکھایا گیا کہ قادیانی عبادت گاہیں مکمل طور پر مسجد کی شکل پر بنی ہوئی ہیں اور قادیانی نمائندے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

بلکہ ہم ہی مسلمان ہیں اور ہم ہی سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ

> ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔''

(انوار الاسلام صفحہ ۳۱، روحانی خزائن جلد ۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں

''کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

موجود قادیانی خلیفہ (سربراہ) مرزا مسرور احمد نے ۴/جون ۲۰۱۰ء کو لندن مرکز سے جو خطبہ جمعہ کے نام پر تقریر کی۔ اُس میں انہوں نے قادیانی جماعت کو ہی حق پر ثابت کرنے کی ہر ممکن موہوم کوشش کی ۵/جون ۲۰۱۰ء کو روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور میں اے ایف پی نیوز ایجنسی کے حوالے سے قادیانی رہنما نسیم مہدی کا نیویارک سے جو بیان چھپا اس میں کہا گیا ہے کہ ''ہمارے خلاف قوانین کے خاتمے کے لئے امریکہ پاکستان پر دباؤ ڈالے''

☆　مرکزی و صوبائی حکومتیں لاہور حملوں کے حوالے سے بیرونی مداخلت خصوصاً ''را'' کی طرف واضح اشارہ دے چکی ہیں

☆　تمام مذہبی قوتیں اس کو بیرونی مداخلت کا شاخسانہ قرار دے چکی ہیں

☆　حملہ آوروں کے دو ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں

☆　مرکزی و صوبائی حکومتوں کو اس قسم کے بڑے حملوں کی پہلے سے اطلاع تھی

☆　تحفظ ختم نبوت کے محاذ کی تمام جماعتیں اور دینی رہنما اِن حملوں کی مذمت کر چکے ہیں اِس سب کچھ کے باوجود ملزمان کا سپانسرڈ کون ہے اور اصل ذمہ دار کون ہیں! ابھی تک کچھ نہیں بتایا گیا

لیکن!

آئین میں درج اسلامی دفعات خصوصاً قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) قانون تحفظ ختم نبوت قرارداد اِقلیت ۱۹۷۴ء امتناع قادیانیت ایکٹ مجریہ ۱۹۸۴ء ختم ہونے چاہئیں! یہ مطالبات کون کر رہا ہے! قادیانی جماعت اور ان کے سرپرست، پاکستان کے بعض نادان سیکولر سیاسی رہنما، دانشور اور ٹی وی اینکرز

اس طرح اصل ملزمان کا سراغ لگانے کا مطالبہ سرد خانے کی نظر ہو رہا ہے اور اس بہانے قادیانیت کو میڈیا پر پراپگیٹ (prapogat) کیا جا رہا ہے! کہیں ایسا تو نہیں کہ یورپی پارلیمنٹ کے اجلاس کی قرارداد کو عملی شکل دینے کے لئے اتنا بڑا خونی کھیل کھیلا گیا ہو؟ اِس ساری صورتحال کا جائزہ لینا آپ اور ہم سب کا فرض بنتا ہے! متحدہ تحریک ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی اِن شاءاللہ تعالیٰ ۸/جون ۲۰۱۰ء منگل کو ۲ بجے سہ پہر مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں اس ساری صورتحال کا جائزہ لے کر اپنا تبصرہ، تجزیہ اور آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کرے گی۔

فرانس 24-ٹی وی چینل کے عملے کی چناب نگر آمد

۱۷؍جون ۲۰۱۰ء کو اسلام آباد میں مقیم فرانس کے ایک ٹی وی چینل (FRANCE24) کی طرف سے فون آیا کہ وہ لوگ تحریک ختمِ نبوت کی موجودہ صورتحال کے تناظر میں ہمیں ملنا چاہتے ہیں اور ہمارا مؤقف بھی جاننا چاہتے ہیں۔ میں نے دن اور وقت طے کرنے کے لیے مہلت مانگی اور پھر طے پایا کہ ۲۰؍جون اتوار کو وہ ٹیم صبح ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان پہنچ جائے گی۔

چیچہ وطنی سے مولانا منظور احمد، عزیزم شاہد حمید اور برخوردار محمد قاسم میرے ہمراہ تھے اور ہم وقت سے پہلے چنیوٹ میں اپنے مرکز احرار مدنی مسجد چلے گئے۔ حسبِ پروگرام فرانس 24 کے جرنلسٹ ''سدرک مولی'' CEDRIC MOLLE (مقیم اسلام آباد) ان کے مترجم جناب نذر الاسلام تشریف لے آئے اور کچھ وقت ضائع کیے بغیر انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے احرار تبلیغ کانفرنس قادیان ۱۹۳۴ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے اب تک کی صورتِ حال پر گفتگو کی چبھتے ہوئے سوالات کا الحمدللہ تحمل سے جواب دیا۔ دینی و آئینی جدوجہد کے نشیب و فراز کے حوالے سے ان کو بریف کیا۔ مولانا محمد مغیرہ اور مولانا محمد طیب چنیوٹی نے ان کی بلا تکلف میزبانی کی۔ چنیوٹ سے چناب نگر جاتے ہوئے جگہ جگہ بیریئرز اور ناکوں کو اس ٹیم نے آنکھوں سے دیکھا اور سمیٹا۔ چناب نگر مرکز احرار داخل ہوتے ہی انہوں نے ڈاکومنٹری (Documantary) بنانے کا باضابطہ آغاز کر دیا۔ طلبہ، علماء، سٹاف سبھی سے کھل کر باتیں کیں، آزادانہ ماحول میں اور ہر پہلو سے جائزہ بھی لیا اور سوالات بھی کیے۔ مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد طیب، حافظ محمد علی اور دیگر حضرات نے ان کی پوری رہنمائی کی۔ عزیزم شاہد حمید اور محمد قاسم نے ان کی معاونت کی۔ انٹرنیشنل ختمِ نبوت مومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی بھی کچھ وقت کے لیے تشریف فرما رہے۔

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اور راقم الحروف سے تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال اور قادیانی مسلم کشمکش کے حوالے سے تفصیلی انٹرویوز کیے۔ مدارسِ دینیہ کا کردار اور عالمی میڈیا کے مثبت و منفی رویے بھی گفتگو کا موضوع رہے۔ راقم الحروف نے ٹیم کے ارکان سے کہا کہ پہلے عالمی میڈیا صرف قادیانیوں کا یک طرفہ مؤقف لیتا تھا۔ ہمارے لیے یہ بہت خوشگوار بات ہے کہ آپ ہمارا مؤقف سننے کے لیے یہاں تشریف لائے۔ دو گھنٹے دورانیے پر مشتمل ملاقات طے تھی لیکن اس ٹیم نے تقریباً چھ گھنٹے ہمارے پاس گزارے اور پھر قادیانیوں کی طرف چلے گئے۔

فرانس 24 چینل سے ہونے والی گفتگو بمع قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور راقم کے انٹرویوز کی تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ اشاعت میں پیش کریں گے۔ اس ٹیم کی روانگی سے پہلے روزنامہ ''امت'' کراچی کے ایگزیکٹو ایڈیٹر جناب سیف اللہ خالد (راولپنڈی) بھی تشریف لے آئے جنھوں نے چناب نگر کو قلم اور کیمرے میں بند کیا کہ کس طرح آنے جانے والے راستوں پر مسلمانوں اور عام شہریوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ (ان کی رپورٹ شاملِ اشاعت ہے)۔ ۴ بجے کے بعد

ڈسٹرکٹ پریس کلب چنیوٹ میں تازہ صورت حال کے حوالے سے صحافیوں سے ملاقات وگفتگو ہوئی۔ بعد نماز مغرب مرکز احرار مدنی مسجد چنیوٹ میں جاری ''ختمِ نبوت کورس'' میں قاری شبیر احمد عثمانی، جناب سیف اللہ خالد، اور راقم الحروف نے تربیتی و تعلیمی گفتگو کی۔ محترم پروفیسر خالد شبیر احمد اور مولانا مشتاق احمد چنیوٹی سے مشاورت کے بعد ہم رات گئے واپس چیچہ وطنی آ گئے۔

☆☆☆

فہم دین اور ختم نبوت کورسز

مجلس احرارِ اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر فہم دین اور ختم نبوت کورسز کا اہتمام ہوتا ہے۔ جن میں دینی مدارس، سکولز اور کالجز کے طلباء کو قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، تقابل ادیان اور دین کے خلاف اٹھنے والے مختلف فتنوں، خصوصاً قادیانیت کے بارے میں منتخب نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ الحمدللہ، چند برسوں سے جاری ان کورسز میں دلچسپی لینے والے نوجوانوں اور احباب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت درج ذیل مقامات پر کورسز جاری ہیں۔

- چالیس روزہ فہمِ دین کورس (سمر کیمپ) جامع مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تلہ گنگ (ضلع چکوال) آغاز ۱۲؍ جون ۲۰۱۰ء

مدرسین: مولانا تنویر الحسن، پروفیسر حافظ محمد عمر، مولانا عبدالرحمٰن عمر، سید فاروق حسین شاہ ہمدانی

- ختم نبوت کورس (پندرہ روزہ) مدنی مسجد چنیوٹ۔ آغاز ۱۸؍ جون ۲۰۱۰ء

مدرسین: مولانا محمد مغیرہ، مولانا مشتاق احمد، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ۔

- ختم نبوت کورس (دس روزہ) دارِ بنی ہاشم ملتان۔ ۱۹ تا ۲۹؍ جولائی، ۲۰۱۰ء

مدرسین: مولانا محمد مغیرہ، مولانا ابوریحان، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، عابد مسعود

خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک طائرانہ نظر

مہدی معاویہ

خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ اسلام کا مثالی دور تھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو دین دنیا کی فلاح وکامرانی کے اعتبار سے جو جامعیت عطا ہوئی بعد والوں میں سے کسی کے حصے میں نہ آسکی۔ یوں سمجھئے کہ آپ کے دور میں اسلام اپنی قوت وسطوت، دبدبہ اور عظمت ورفعت میں بلندیوں کے انتہائی عروج پر تھا۔ ذیل میں امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت پر ایک طائرانہ نظر پیشِ خدمت ہے۔

رفاہِ عام کے کام:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بہتری کے بہت سے کام کیے رعایا کے بچوں کی پرورش کے لیے وظائف سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمائے تھے خلافت عثمانی میں بھی اسی طرح عمل ہوتا رہا مگر وقتاً فوقتاً اس میں کچھ تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ آپ نے بھی اپنے زمانہ میں اس چیز کو قائم رکھا البتہ اس میں یہ تبدیلی اور ترمیم فرمائی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف شیر خوار بچے کا وظیفہ ہوتا تھا مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شیر خواری کے بعد بھی جب تک بچہ بلوغت کے قریب نہ پہنچ جاتا وظیفہ جاری رہتا۔ علاوہ ازیں آپ نے متعدد سرکاری کارکن مقرر فرمائے جو روزانہ قریہ بقریہ اور شہر بہ شہر پھر کر اس بات کا پتہ چلاتے کہ کس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، وہ سرکاری ملازمین نہ صرف بچوں کی پیدائش کا پتہ چلاتے بلکہ یہاں تک خبر رکھتے کہ کسی کے ہاں کون مہمان آیا ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اور ان سب حالات سے حکومت کو روزانہ باخبر رکھتے۔

مساجد کی تعمیر:

آپ نے اپنے عہد خلافت میں کثرت سے نئی مساجد تعمیر کروائیں اور بہت سی پرانی مساجد کو از سرِ نو تعمیر کروایا، چنانچہ زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ نے بصرہ کی جامع مسجد کو جو کہ بہت پرانی بھی تھی اور چھوٹی بھی، مسمار کروکر از سرِ نو اینٹ اور چونے سے نہایت وسیع اور خوبصورت شکل میں بنوایا اور اس کی چھت ساکھو کی بنوائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے بصرہ میں کابلی طرز کی ایک مسجد تعمیر کروائی مصر کی مساجد میں میناروں کا بالکل رواج نہ تھا، سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے تمام مساجد کے مینار تعمیر کرائے۔ قبرص میں (جس کو خلافت عثمانی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے فتح کیا تھا) بہت سی مساجد تعمیر کروائیں گئیں۔ سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے قیروان کی آبادی میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کروائی۔ مصر میں مسجدوں کے میناروں کا

رواج بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا اور بصرہ مسجد میں بھی سب سے پہلے پتھر کے مینار بنوائے گئے۔

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ:

مسلمان تو مسلمان آپ نے غیر مسلموں کے حقوق کی بھی حفاظت پوری طرح فرمائی، ان کے معاہدات اور جذبات کا پورا پورا احترام کیا اور ان کے جان و مال کی اچھے طریقے سے حفاظت فرمائی، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یوحنا کے گرجے کے پاس ایک مسجد بنائی گئی تھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مسجد کو وسیع کرنے کے خیال سے گرجا کو بھی مسجد میں شامل کرنا چاہا لیکن عیسائی گرجا کی زمین دینے پر راضی نہ ہوئے، لہٰذا آپ نے مسجد کی وسعت کا ارادہ ترک فرما دیا اور زبردستی گرجا کو مسجد میں شامل نہ کیا تاکہ ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔

زراعت اور اس کے وسائل کی ترقی:

آپ نے زراعت اور اس کے وسائل کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی، چنانچہ آپ نے زراعت کی ترقی کے لیے نہریں کھدوائیں جن سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہوتی تھی جس سے ملک کی زراعت میں بہت ترقی ہوئی، چنانچہ مدینہ کے قرب و جوار میں نہر کظامہ، نہر ارزق اور نہر شہداء وغیرہ متعدد نہریں کھدوائیں۔ نہر معقل کو جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کھدوائی تھی دوبارہ کھدوا کر صاف کروا دیا گیا۔ بخارا کے کوہستان سے بھی ایک نہر کھدوائی گئی۔ نہروں کی کھدائی کے علاوہ پہاڑوں کی گھاٹیوں کے گرد بند بندھوا کر بڑے بڑے تالاب (ڈیم) بنوائے گئے جن میں موسم برسات میں پانی جمع ہو جاتا اور ضرورت کے وقت آبپاشی اور دیگر کاموں میں لایا جاتا۔ پانی کی اس فراوانی سے ملک کی زرعی حالت میں کافی حد تک ترقی ہوئی، چنانچہ صرف مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں نہروں سے ڈیڑھ لاکھ وسق کھجوریں اور ایک لاکھ وسق گندم پیدا ہوتی تھی۔

نئے شہروں کی تعمیر:

پیداوار کی زیادتی سے ملکی آبادی میں بھی اضافہ ہوا جس سے اسلامی نو آبادیاں قائم کی گئیں۔ کیونکہ زمین کے مزروعہ ہونے سے رہائشی زمین کم ہوگئی۔ چنانچہ ۴۳ھ میں انطاکیہ میں ایک نو آبادی قائم کی گئی۔ روڈس اور کئی دوسرے جزیروں میں بھی جہاں غیر مسلم آباد تھے اہل اسلام کو بسایا گیا۔ علاوہ ازیں کئی ویران شدہ شہروں کو دوبارہ آباد کیا گیا، جیسے شام کا ویران شدہ شہر مرعش، اس کے علاوہ کئی نئے سہر بھی آباد کیے گئے، جیسے افریقہ میں ایک نیا شہر قیروان بسایا گیا۔

نقل وحمل کا انتظام:

آپ کے زمانہ میں نقل وحمل کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا اور خصوصی طور پر ڈاک کے لیے ''البرید'' کے نام سے ایک مستقل محکمہ بنایا گیا۔ کیونکہ اس سے قبل ڈاک اور خبر رسانی کے لیے کوئی باقاعدہ محکمہ نہیں تھا۔ اس کا نظام یہ تھا کہ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر چوکیاں قائم کی گئیں جہاں تیز رفتار گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے، علامت کے طور پر ان گھوڑوں

کی دموں کو تھوڑا سا کاٹ دیا گیا تھا تا کہ گھوڑے کو دیکھتے ہیں لوگ سمجھ لیں کہ ڈاک جا رہی ہے، گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھی ہوئیں تھیں تا کہ چوکی پر پہنچنے سے قبل ہی چوکی کے ہرکارے کو پتہ چل جائے کہ ڈاک آ رہی ہے، اس طرح سے سرکاری ہرکارے منزل بمنزل ڈاک اور خبروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لاتے اور لے جاتے۔

قضاء وعدالت:

آپ کے دورِ حکومت میں نہ صرف ظاہری رفاہی کام کیے گئے بلکہ معنوی طور پر بھی رعایا کو آرام وآسائش بہم پہنچائی گئی، یعنی ظلم و جور میں رعایا کی داد رسی کی گئی، عدل و انصاف کو ہر ممکن طریقے سے قائم کیا گیا۔ آپ کو انصاف اور عدل کا اتنا اہتمام تھا کہ مسعودی جیسا شیعہ ذہن رکھنے والا مؤرخ بھی لکھتا ہے کہ'' آپ دربار میں جانے سے قبل روزانہ مسجد میں جا کر کمزور، ناتواں اور نادار لاوارث بچوں تک کی شکایتیں سنتے اور ان کا تدارک کرتے، بلکہ اشراف واعیان تک کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ جو لوگ کسی وجہ سے میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ان کی ضروریات مجھ سے بیان کیا کریں۔'' (مروجہ الذہب جلد۲،ص۷۱) سید امیر علی نے عوام کی شکایت سننے کے لیے مسجد میں جانا ظہر کے وقت لکھا ہے۔'' اس کا اثر یہ ہوا کہ مفلس اور تونگر، کمزور اور طاقتور اور چھوٹے بڑے سب کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہو گئیں اور آپ کو نہ کسی اندرونی خطرے کا اندیشہ رہا اور نہ بیرونی کا اور ملک کا نظام گذشتہ ۵ سالہ سیاسی بحران کے باوجود نہایت خوش اسلوبی سے چلنے لگا۔ عدلیہ کو بالکل آزاد رکھا گیا یہاں تک کہ ایک قاضی امیر المؤمنین کو بھی عدالت میں طلب کر سکتا تھا، قاضی حضرات کتاب وسنت کی روشنی میں اپنا کام کرتے تھے۔ اس دور کے قاضی ہر قسم کے غلط الزامات سے پاک، متقی، عالم اور مجتہد تھے اور حدود اللہ میں بڑے سے بڑے افسر سے بھی مرعوب نہیں ہوتے تھے، منصب قضا عموماً صحابہ کرام کے سپرد تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے فضالہ بن عبید اللہ الانصاری کو اور ان کے بعد ابو ادریس الخولانی کو محکمہ قضاء کا انچارج مقرر فرمایا تھا۔

افواج:

بری فوج کا انتظام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ سے بڑا مستحکم تھا لیکن آپ نے پھر بھی اس میں بہت سے اضافے کیے۔ فوجیوں کی تنخواہیں دگنی کر دی گئیں اور ان کی ادائیگی میں خاص تاریخ کا تعین کر دیا گیا۔ فوج دو حصوں میں تقسیم تھی، تنخواہ دار فوج اور رضا کار۔ لیکن آپ نے رضا کار فوج کو بھی باقاعدہ تنخواہ دار فوج میں منتقل کر دیا۔ آپ کے عہد میں باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکھ چالیس ہزار تھی۔

موسموں اور ملکوں کے اختلاف کی وجہ سے فوج دو حصے کر دیے گئے تا کہ فوجی مہموں میں کوئی مزاحمت پیش نہ آئے۔ (۱) شتائیہ (سرمائی فوج) (۲) صائفیہ (گرمائی فوج) علاوہ ازیں ایک ریزرو (Reserve) فوج کی تشکیل کی گئی، اس فوج کے سپہ سالار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فوجی مشیر تھے۔ ریزرو فوج کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) برّی (۲) بحری:

فوج میں زیادہ تر دو قبیلوں کے لوگ تھے یمنی اور قیسی۔ یمنیوں کو بحری ریزروفورس میں اور قیسیوں کو بری ریزروفورس میں شامل کیا گیا بعد ازاں ان دونوں کو یکجا کر دیا گیا۔فوج کے اسلحہ میں بھی اضافہ کیا گیا اور منجنیق (ایک توپ جس میں پتھر استعمال ہوتا تھا) کا استعمال تو سب سے پہلے آپ ہی کی فوج نے کیا۔ چنانچہ کابل کے محاصرہ میں اسی منجنیق کے ذریعہ سنگ باری کر کے شہر پناہ کو مسمار کیا گیا۔(ابن الاثیر ج۳ص ۲۱۷)

اسلامی بحریہ:

بحری فوج کی اگرچہ خلافت عثمانی میں آپ ہی نے تشکیل کی تھی لیکن اپنے دورِ خلافت میں آپ نے اس میں بہت اضافہ کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور ہی میں پانچ سو جہازوں کے بیڑے کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا گیا تھا لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کا بحری بیڑہ اس قدر طاقتور ہو چکا تھا کہ بازنطینی بیڑا بھی جو دنیا کا سب سے بڑا بیڑہ سمجھا جاتا تھا اس کے سامنے بالکل گرد تھا۔ چنانچہ روڈس اور ادڑے وغیرہ جزائر کی مہمات پر اسلامی بحریہ ۱۷۰۰ جنگی جہازوں پر مشتمل تھی۔

مسلمانوں نے بحریہ کا مرکز بحیرۂ روم کو ٹھہرایا۔ بحری فوج میں شامی، افریقی مسلمان شریک ہوئے، اسلامی بحری کشتیاں بازنطینی کشتیوں سے بڑی ہوا کرتیں لیکن رفتار میں ان سے کم تھیں۔ ہر جنگی جہاز کا ایک قائد ہوتا تھا جسے ”مقدم“ کہا جاتا تھا۔

جہاز سازی کے کارخانے:

اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیش نظر ملک کے ساحلی علاقوں میں جہاز سازی کے متعدد کارخانے قائم کیے گئے، پہلا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا۔ علامہ بلاذری رحمہ اللہ قمطراز ہیں کہ

> ”پہلا جہاز سازی کا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا، بعد ازاں اردن میں ”عکا“ کے مقام پر ایک عظیم الشان کارخانہ قائم ہوا ملک کے تمام بڑھئی اور کاریگر جمع کر کے ان کو تمام ساحلی مقام پر بسایا گیا تاکہ ان کارخانوں کے لیے لیبر کوئی دقت نہ رہے“۔

عبداللہ بن قیس الحارثی اور جنادہ بن امیہ امیر البحر ہونے کے علاوہ ان کارخانوں کے نگران بھی تھے۔

کمانڈرانچیف کا عہدہ:

بحریہ میں اس سے قبل امیر البحر کا عہدہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ خلافت عثمانی میں بحری اور بری فوج کا سپہ سالار ایک ہی فرد ہوا کرتا تھا لیکن سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیش نظر بحریہ کے لیے امیر البحر کا الگ عہدہ قائم کیا، سب سے پہلے امیر البحر سیدنا عبداللہ بن قیس الحارثی رحمہ اللہ مقرر ہوئے، آپ نے کم وبیش پچاس بحری لڑائیوں میں حصہ لیا تھا اور خوبی یہ ہے کہ ان میں ایک بھی مسلمان شہید نہیں ہوا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن قیس الحارثی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو امیر البحر مقرر کیا گیا، یہ خلافت عثمانی سے دور یزید تک برابر بحری لڑائیوں میں مصروف ومشغول رہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت بحری

لڑائیوں کے عروج کا زمانہ تھا، اس زمانہ میں جس قدر بحری لڑائیاں لڑی گئیں ان کی نظیر تاریخ کے اوراق میں بہت کم ملتی ہے۔

آپ کے عہد خلافت میں صوبوں کی آمدنی:

آمدنی کی متذکرہ الصدر مدات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مملکت کے مختلف صوبوں سے مندرجہ ذیل آمدنی تھی۔

۱۔	عراق اوراس کے ملحقات	۶۵۵ ملین درہم
۲۔	سواد اوراس کے ملحقات	۱۳۰ ملین درہم
۳۔	صوبہ فارس	۷۰ ملین درہم
۴۔	اہواز اوراس کے ملحقات	۴۰ ملین درہم
۵۔	یمامہ اور بحرین	۱۵ ملین درہم
۶۔	کوردجلہ	۱۰ ملین درہم
۷۔	نہاوند۔ دینور اور ہمدان	۴۰ ملین درہم
۸۔	رے اوراس کے ملحقات	۳۰ ملین درہم
۹۔	حلوان	۳۰ ملین درہم
۱۰۔	موصل اوراس کے ملحقات	۴۵ ملین درہم
۱۱۔	آذربائیجان	۳۰ ملین درہم
۱۲۔	مصر	۳ ملین درہم
۱۳۔	فلسطین	۴۵۰ ہزار دینار
۱۴۔	اردن	۱۸۰ ہزار دینار
۱۵۔	دمشق	۴۵۰ ہزار دینار
۱۶۔	حمص	۳۵۰ ہزار دینار
۱۷۔	قنسرین اوراس کے ملحقات	۴۵۰ ہزار دینار
۱۸۔	الجزیرہ	۵۵ ملین درہم
۱۹۔	یمن	ایک ملین دولاکھ دینار

علمی سرگرمیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی تھی جو قریش کا سردار اور علمی لحاظ سے ایک نہایت اچھا گھرانہ تھا۔ آپ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے شروع ہی سے علمی لحاظ سے آپ کی نہایت اچھی تربیت کی۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت ''احمد امین بک'' کے بقول ۱۷ آدمی (فجر الاسلام ص ۱۴۱) اور زکی مبارک کے بیان کے مطابق ۱۲۰ افراد تھے جو

لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان میں ایک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ گویا کہ شروع ہی سے علمی مزاج میں آپ کی تربیت کی گئی تھی۔ چنانچہ آپ کی خلافت میں جہاں اور شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہوئی وہاں علمی سرگرمیوں میں بھی اچھی خاصی ترقی ہوئی۔

شاعری:

شاعری اور خطابت تو عربوں کا فطری ملکہ اور فن تھا۔ خاص طور پر شاعری تو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور اس فن میں دنیا کی کوئی قوم ان کی ہمسری اور برابری نہیں کر سکتی تھی۔ شیخین کے زمانہ میں اس کا رنگ قدرے پھیکا پڑ گیا لیکن اموی دور میں پھر اس مذاق میں چاشنی آ گئی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود سخن سنج تھے اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی ان کو اچھا خاصا مذاق ودیعت کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس زمانہ میں اس فن کو کافی ترقی ہوئی۔ جزیرہ، فرزدق، اخطل وغیرہ شعراء جنھوں نے اسلامی شاعری کو چار چاند لگائے، اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ سیاسی حالات کے اس نشیب وفراز سے شاعری کو اور بھی ترقی ملی کیونکہ شیعہ اور خارجی جماعتوں کے پراپیگنڈے کا واحد ذریعہ شاعری تھا اور شعراء کی زبان شمشیر براں سے کسی قدر کم نہ تھی، لہٰذا مقابلہ میں بھی اس فن کو خوب خوب ترقی کے مواقع فراہم ہو گئے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شعر کو بے ہودگی اور قبائلی ہجو کی بجائے نیک کاموں کی رغبت دلانے کا ذریعہ بنایا۔ شاعری میں آپ کا مذاق نہایت عمدہ اور سلجھا ہوا تھا۔ آپ کے والد اور والدہ بھی شاعر تھے۔ آپ نے نظم ونثر کی طرف خاص توجہ فرمائی، چنانچہ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن الحکم بن ابی العاص کو نصیحت فرمائی کہ شاعری کو ایسی تہذیب کا ذریعہ مت بناؤ جو شریف عورتوں کو عریاں کر دے اور ہجو سے کسی شریف کی پگڑی اچھالنے یا ذلیل کو مدح کے ذریعے بلند کرنے کی کوشش کریں۔

تفسیر وحدیث:

اس دور میں بڑے بڑے ائمہ تفسیر پیدا ہوئے۔ جن کی بدولت تفسیری ذخیرہ میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ایک رفیق ابوحمزہ نے تفاسیر لکھیں۔ اکثر بڑے بڑے علماء بیک وقت مفسر بھی ہوتے تھے اور محدث وفقیہ بھی تھے۔ اس دور میں حدیث وفقہ کی خاصی ترقی ہوئی۔

سیرت ومغازی:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں تدوین تاریخ وسیرت کا آغاز ہوا۔ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ، وہب بن منبہ اور عبید بن شریہ اس دور کے قابل قدر سیرت نگار اور مؤرخ ہوئے ہیں۔ تدوین تاریخ پر آپ نے خاص توجہ فرمائی اور صفائے یمن سے عبید بن شریہ نامی ایک مؤرخ کو بلا کر تدوین تاریخ پر مامور کیا۔ اس کے اہتمام میں دو کتابیں مدون ہوئیں۔ ایک نثر کی ''کتاب الامثال'' کے نام سے اور ایک تاریخ کی ''اخبار الملوک واخبار الماضین'' کے نام سے۔

دار الترجمہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں ایک دار الترجمہ بھی قائم فرمایا۔ اس کی نگرانی پر ''ابن آثال طبیب'' کو مامور کر کے طب یونانی کی کتب کا عربی میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا لیکن افسوس کہ زمانہ کی دست برد سے بچ کر ان میں

کوئی کتاب، ہم تک نہیں پہنچی۔

غرض کہ! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ہر اعتبار سے کامل اور مثالی تھی۔ درج بالا تفصیل ان کے دورِ خلافت کی ایک معمولی جھلک ہے۔ سیاست وحکومت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی بات تھی، آئین جہانبانی سے خوب واقف تھے۔ شام میں اپنے دورِ گورنری میں اور پھر بعد میں اپنے دورِ خلافت وامارت میں سلطنت اسلامیہ کی حدود وسیع کرنے کے ساتھ ساتھ اسے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اقدامات سے ہر طرف امن وامان کا دور دورہ تھا۔

انھوں نے سلطنت کے باشندوں کی بہتری کے لیے بہت سے امور انجام دیے مثلاً دنیا میں سب سے پہلا اقامتی ہسپتال قائم کیا، اسلامی دور میں پہلی مرتبہ آب رسانی کے لیے نہر کھدوائی، احکام پر مہر لگانے اور ان کی نقل محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا، تجارت کے فروغ کے لیے بین الاقوامی معاہدے کیے، بیت المال سے قرضے جاری کیے، جس سے تجارت وصنعت کو فروغ حاصل ہوا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے قبل خانہ کعبہ پر مسلسل غلاف چڑھائے جاتے تھے مگر انھوں نے پہلے غلاف اتار کر نیا غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔ ڈاکخانوں کی تنظیم کی اور انھیں جدید خطوط پر استوار کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سب سے پہلے منجنیق کا باقاعدہ استعمال ہوا، سرحدوں کی حفاظت کے لیے قدیم قلعوں کی مرمت کرائی اور نئے قلعے تعمیر کروا کر افواج اسلامیہ کو وہاں متعین کیا۔ پہلا اسلامی بحری بیڑا قائم کیا، جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے۔ آپ کے دور میں خلافت میں باقاعدہ جہاد ہوتا رہا، بے شمار برّی اور بحری لڑائیاں ہوئیں اور مجاہدین اسلام نے حدودِ سلطنت کو اتنی وسعت دے دی کہ ایک ہی مرکز کے تحت نہ اس سے قبل اتنی وسعت ملی نہ بعد میں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ البدایہ میں آپ کے دورِ خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الجهاد فی بلاد العدو قائم، وکلمة الله عالية، والغنائم ترد اليه من اطراف الارض، والمسلمون معه فی راحة وعدل وصفح وعفو.

’’آپ کے دور میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا، اللہ کا کلمہ بلند ہوتا رہا اور مالِ غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا، مسلمانوں نے راحت وآرام اور عدل وانصاف سے زندگی بسر کی۔‘‘

قادیانیوں کے متعلق دستوری فیصلے کو ''ری اوپن'' کرنے کی کوششیں؟

ابوعمار زاہدالراشدی

سانحہ لاہور کے بعد میڈیا پر مختلف اطراف سے قادیانیت کے حوالہ سے ہونے والی بحث کے نئے دور نے ملک بھر کے دینی حلقوں کو چونکا دیا ہے اور میاں محمد نواز شریف کے ایک بیان نے انھیں مزید حیرت سے دوچار کیا۔ اگر یہ بحث و مباحثہ سانحہ لاہور اور قادیانی مراکز پر مسلح حملوں کے سیاق وسباق تک محدود رہتا اور ان حملوں کے اسباب وعوامل اور محرکات ونتائج کے حوالے سے گفتگو آگے بڑھتی تو شاید یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی، لیکن اصل مسئلے پر بات بہت کم ہو رہی ہے جب کہ قادیانی مسئلے اور اس کے بارے میں دستور وقانون کے فیصلوں کو از سر نو زیر بحث لا کر اس مسئلہ کو ''ری اوپن'' کرنے کی مہم زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہی ہے، جس سے یہ شکوک وشبہات ذہنوں میں سر اٹھانے لگے ہیں کہ شاید یہ سب اس لیے ہوا ہے کہ قادیانی مسئلے کو از سر نو زیر بحث لایا جائے اور اسے ''ری اوپن'' کر کے بحث ومباحثے کے نئے ماحول میں دستور و قانون کے فیصلوں پر نظر ثانی کی راہ ہموار کی جائے۔

اس پس منظر میں گزشتہ روز (۸ جون) لاہور میں منعقد ہونے والا تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا مشترکہ اجلاس بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے جس میں دینی رہنماؤں نے اس ساری صورت حال کا تفصیلی جائزہ لے کر اپنی ''لائن آف ایکشن'' طے کی۔ یہ اجلاس عالمی مجلس احرار اسلام کے دفتر میں ''متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کی دعوت پر امیر احرار پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس کے شرکاء میں ڈاکٹر فرید پراچہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، صاحبزادہ سید محفوظ احمد مشہدی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محمد امجد خان، مولانا امیر حمزہ، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، مرزا محمد ایوب بیگ، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، پیر سید کفیل بخاری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی اور جناب رفیق افغان بطور خاص قابل ذکر ہیں، جب کہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے صاحبزادہ رشید احمد مہمان خصوصی تھے راقم الحروف نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔

اجلاس کے شرکاء نے اس بات کا بطور خاص نوٹس لیا کہ لاہور میں قادینی مراکز پر مسلح حملوں کی تمام دینی حلقوں نے یکساں طور پر مذمت کی ہے اور اس کے محرکات وعوامل کو ان طرف سے جلد از جلد بے نقاب کرنے کے مطالبات کیے جا

رہے ہیں، لیکن میڈیا اور لابنگ کے بعض مخصوص حلقے اس آڑ میں قادیانیوں کے کفر واسلام کو از سرِنو زیرِ بحث لانے کی کوشش کر رہے ہیں اور پاکستان کے دستور وقانون میں جو متفقہ فیصلے جمہوری عمل کے ذریعے ہو چکے ہیں، ان کو متنازعہ بنانے کی طرف ان کی توجہ زیادہ ہے، حالانکہ معروضی حقائق یہ ہیں کہ نہ صرف پاکستان، بلکہ دنیا بھر کی امت مسلمہ قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر متفق ہے۔ ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ دستوری ترمیم کے ذریعے انھیں ملک کی غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کیا اور عدالت عظمیٰ کا فل بنچ بھی یہی فیصلہ دے چکا ہے، مگر قادیانی گروہ ان میں سے کسی فیصلے کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور امت مسلمہ کے متفقہ فیصلے کے ساتھ ساتھ دستور وقانون کو بھی مسترد کرتے ہوئے وہ ان کے خلاف دنیا بھر میں کمپین کر رہے ہیں، حتیٰ کہ سانحہ لاہور کے حوالے سے جو قادیانی رہنما میڈیا پر آئے، انھوں نے بھی کھلم کھلا اس مؤقف کو دہرایا کہ وہ دستوری ترامیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو نہیں مانتے اور پوری امت مسلمہ کے علی الرغم خود کو مسلمان قرار دینے پر مصر ہیں، جو عملاً دستور پاکستان کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔

اجلاس کے شرکاء نے میاں محمد نواز شریف کے بیان کے حوالے سے سخت غم وغصے کا اظہار کیا جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ دینی حلقوں کو میاں صاحب سے اس قسم کے بیان کی توقع نہیں تھی۔ اس لیے قادیانیوں کے خلاف قومی فیصلے میں خود پاکستان مسلم لیگ شریک رہی ہے اور دستوری ترمیم کے ساتھ ساتھ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے نافذ کردہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی تشکیل ونفاذ میں خود میاں محمد نواز شریف ان کے شریک کار رہے ہیں، اس لیے میاں صاحب موصوف کو اپنے سابقہ کردار، قادیانیوں کے غلط مؤقف اور امت مسلمہ کے عقائد وجذبات سے آگاہی رکھنے کے باوجود یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ قادیانی محبّ وطن ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ انھیں اعتدال وتوازن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے اور معروضی حقائق کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

قادیانیوں کو امت مسلمہ سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت کا درجہ دینے کی تجویز مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے پیش کی تھی اور انھوں نے اس موضوع پر پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ تفصیلی خط وکتابت میں اپنے مؤقف کو دلائل کے ساتھ واضح کیا تھا۔ میاں نواز شریف کا اس تاریخی حقیقت کو نظر انداز کر دینا حیرت کا باعث بنا ہے۔ اجلاس کے شرکاء نے اس امر کا بھی جائزہ لیا کہ دینی جماعتوں کی قیادتوں کے باہمی عدم رابطے اور انتشار کے باعث متفقہ دینی امور اور فیصلوں کو متنازع بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لیے اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی جماعتوں کی قیادتیں جلد از جلد باہم مل بیٹھیں اور موجودہ صورت حال بالخصوص قادیانی مسئلے کے سلسلے میں شروع ہونے والی نئی کمپین کے تناظر میں قوم کو متفقہ طور پر رہنمائی فراہم کریں۔

اجلاس میں یورپی پارلیمنٹ کی ایک حالیہ قرارداد کا بھی جائزہ لیا گیا جس میں توہین رسالت پر سزا کے قانون اور قادیانیوں کے خلاف دستوری اقدامات پر تنقید کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ ان قوانین میں فوری ترمیم کرے، جب کہ یورپی پارلیمنٹ کے مذکورہ اجلاس کے موقع پر پاکستان کی طرف سے شریک ہونے والے وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی کا یہ وعدہ بھی اس قرارداد کے ساتھ عالمی سطح پر خبر کا حصہ بنا ہے کہ حکومت پاکستان سال رواں کے آخر تک ان قوانین میں ترمیم کر دے گی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس صورت حال پر مسلسل نظر رکھی جائے گی اور ایسی کوششوں کا ہر سطح پر مقابلہ کیا جائے گا۔

اجلاس میں مقررین نے یہ بات زور دے کر کہی کہ قادیانیوں کے خلاف تشدد کی کسی کارروائی کی تحریک ختم نبوت کی طرف سے کبھی حمایت نہیں کی گئی۔ گزشتہ ایک صدی سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی یہ تحریک دستور و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پرامن ذرائع سے جاری ہے اور آئندہ بھی اسی طرح یہ تحریک پرامن رہے گی۔ اجلاس میں غزہ کے لیے امدادی سامان لے جانے والے قافلوں پر اسرائیلی حملوں کو کھلی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی گئی۔ او آئی سی اور مسلم حکومتوں سے اس سلسلے میں مؤثر کردار کا مطالبہ کیا گیا۔ ترکی کی حکومت کو جرأتمندانہ کردار ادا کرنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور فلسطینی بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کے مشترکہ اجلاسوں کا تسلسل جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا اور مندرجہ ذیل متفقہ فیصلوں کا اعلان کیا گیا:

☆ سانحہ لاہور کی آڑ میں ''قادیانی مسئلے'' کو ری اوپن کرنے کی کوشش کسی طرح قابل برداشت نہیں ہے اور دینی حلقے ان کا متفقہ طور پر مقابلہ کریں گے۔

☆ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ لاہور میں قادیانی مراکز پر مسلح حملوں کی عدالتی انکوائری کرائی جائے اور سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں عدالتی کمیشن قائم کر کے ان کے حملوں کے اسباب و محرکات اور پس پردہ عناصر کو بے نقاب کیا جائے۔

☆ میاں محمد نواز شریف نے قادیانیوں کو بھائی اور محبِّ وطن قرار دے کر معروضی حقائق اور امت مسلمہ کے جذبات کی نفی کی ہے، وہ اس پر معافی مانگیں اور اپنی پوزیشن واضح کریں۔

☆ دینی جماعتوں کی قیادتیں جلد از جلد مل بیٹھ کر تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنے کردار کو مؤثر بنائیں۔

قادیانی مسئلہ......حقائق کیا ہیں

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

حالیہ دنوں میں لاہور میں قادیانی معبدوں پرحملوں کا سب سے زیادہ فائدہ خود قادیانی عناصر نے ہی اٹھایا ہے، کیونکہ ان حملوں سے پہلے قادیانیوں کو پاکستان میں دہشت گردانہ کارروائیوں کا مرتکب گردانا جاتا رہا ہے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کے پیش نظر پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو قادیانیوں سے لاحق شدید خطرات میڈیا میں زیر بحث رہے ہیں۔ اسی طرح قانون توہین رسالت کو ختم کرانے کے لئے بیرونی طاقتوں کے ذریعے پاکستان پر دباؤ بڑھانے جیسے قادیانی ہتھکنڈوں کا تذکرہ ابھی محفلوں میں جاری ہی تھا کہ اُن کے معبدوں پر حملوں سے ملکی منظر نامہ میں ایک بڑی تبدیلی نے کروٹ لی۔ وہ یہ کہ سیکولر، لبرل اور لادین قلم کار کہ جن کے قادیانی لابی سے دیرینہ خفیہ تعلقات قائم ہیں، اب انہیں خوب کُھل کھلنے کا موقع ہاتھ میں آیا ہے۔ رواداری اور مظلومیت کے پردے میں وہ دھڑلے سے اپنے اخباری مضامین اور کالموں میں قادیانیوں کی حمایت میں الم غلم لکھے جا رہے ہیں اور اس طرح وہ آئینِ پاکستان کا مذاق اڑاتے ہوئے مسلمانوں کو بلا کسی دلیل کے ظالم اور قادیانیوں کو (مجرم ہوتے ہوئے بھی) مظلوم قرار دیتے چلے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف ایسے لکھاری حضرات بھی ہیں جو بے خبری میں مذکورہ ٹولے سے متاثر ہو کر تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان ایک سو سالہ مقدس دینی جدو جہد ہی کو قابل اعتراض سمجھنے لگے ہیں۔ یہ صورتحال قادیانیوں کے حق میں نہایت سود مند اور ماضی سے بے خبر اور حال سے برگشتہ ہماری نوجوان نسل کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔

۲ رجون ۲۰۱۰ء کے روزنامہ ''اوصاف''، اسلام آباد میں جناب خورشید ندیم نے ''قادیانی مسئلہ'' کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے مجلسِ احرارِ اسلام کی قادیانیت کے حوالے سے کی گئی جدو جہد پر یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ: ''ہمارے ہاں بدقسمتی سے قادیانیت اور قادیانیوں میں فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ میرے نزدیک اس کی ایک وجہ مجلسِ احرارِ اسلام ہے۔ یہ [مجلس احرار] قادیانیوں کے خلاف اٹھنے والی پہلی عوامی تحریک ہے۔ اس کی قیادت خطیبوں کے ہاتھوں میں تھی اور خطیب کا مخاطب لوگوں کے جذبات ہوتے ہیں، ذہن اور فکر نہیں۔ اس کی کامیابی یہ ہے کہ وہ عوام سے دادِ تحسین وصول کرے۔'' اگر فاضل مضمون نگار مجلس احرار اسلام کی تحریک ختم نبوت کی خدمات کے متعلق تاریخی حقائق پر نظر رکھتے تو یقیناً اُن کے قلم سے مندرجہ بالا الفاظ نہ نکلتے۔ مجلسِ احرارِ اسلام اَسّی سال سے قادیانیت کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ اگر یہ جذباتی تحریک ہوتی تو یہ ابتدائی چند سالوں میں ہی دم توڑ دیتی اور گمنامی کے غاروں میں گم ہو جاتی

،مگر مجلسِ احرارِ اسلام کے اکابر کی دُور رس نگاہوں اور اُن کی خداد بصیرت نے تحفظِ ختمِ نبوت کے مقدس کام کی بنیاد جن اصول وعقائداور دستور ومنشور کی روشنی میں رکھی تھی ،اُن کے اثرات ماضی کی نسبت آج دنیا کے ہر خطے میں زیادہ واضح انداز میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔اُن کی شبانہ روز محنت کے صلہ میں اس محاذ پر مسلمان ہر جگہ سرخرو اور منکرینِ ختمِ نبوت دنیا بھر میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔مجلسِ احرارِ اسلام ۱۹۲۹ء میں معرضِ وجود میں آئی جس کے قیام میں محدثِ کبیر علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسی نابغہ روزگار شخصیت کا اصولی مشورہ شامل تھا۔قادیان کا قصبہ اُن دنوں قادیانیوں کی خودساختہ ریاست کا درجہ رکھتا تھا۔جہاں پر صرف قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کا حکم چلتا تھا۔ایسے حالات میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ اپنے شاگردوں مثلاً مولانا مفتی شفیع مرحوم وغیرہ کو وقتاً فوقتاً قادیان بھیجا کرتے تھے۔تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد سے محفوظ رکھا جاسکے۔علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ ہی نے قادیانیت کے خلاف مضبوط بنیادوں پر جدوجہد کو منظم کرنے کے لئے ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے اجتماع میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو پنجاب کا امیر شریعت نامزد فرمایا اور خود سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی بیعت کی ۔اُن کے بعد مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ سمیت پانچ سو علماءِ کرام نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بیعت کر کے انہیں امیر شریعت تسلیم کر لیا۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس مقدس مشن کی تکمیل کے لئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے مشورہ پر ہی آل انڈیا مجلسِ احرارِ اسلام کے نام سے ایک مستقل دینی وسیاسی جماعت کی داغ بیل ڈالی تھی ۔

مجلسِ احرارِ اسلام ہندوستان کی پہلی جماعت تھی جس نے اپنے تاسیسی اجلاس میں ہی قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قرارداد منظور کی ۔یہ درست ہے کہ مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے اپنی جرأت وبے باکی اور غیرتِ دینی کے بل بوتے پر فرنگی سامراج کو جس واشگاف انداز میں للکارا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔اُن کے اِسی جرأت مندانہ اندازِ خطابت کی بدولت برِصغیر فنِ خطابت کے ایک جدید اسلوب سے متعارف ہوا،لیکن مجلسِ احرار میں صرف خطابت کے ہی شہسوار نہیں تھے، بلکہ اِس میں علم وفضل کے اعلیٰ مقام پر فائز سید عطاء اللہ شاہ بخاری،مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی،مولانا سید محمد داؤد غزنوی،مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی،مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی،مولانا لال حسین اختر،مولانا محمد گل شیر خان شہید،مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا غلام غوث ہزاروی جیسی قدآور دینی وعلمی شخصیات بھی تھیں ۔جنھوں نے اپنی منفرد خطابت اور قابلِ قدر دین فہمی کے جواہر کے ذریعے عوام کے بے سمت جذبات کو قادیانیت کے خلاف منظم کر کے اُن کے ذہن وفکر کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کی پاسداری کے لئے تیار کیا۔

قادیانیت کے فرزندوں نے ظلم ودہشت کی فضاء طاری کرنے کے علاوہ مناظرہ بازی، لالچ اور دھونس کا بازار گرم کر رکھا تھا۔مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے قادیانیوں کے اِن ہتھکنڈوں کا تفصیلاً جائزہ لیا اور وہ بالآخر اس فیصلے پر پہنچے کہ چونکہ قادیانیت کا خمیر انگریز کے ایماء پر اُٹھایا گیا ہے اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے اس فتنے کو مذہب کا لباس پہنا دیا گیا ہے ۔لہٰذا مناظروں اور مناقشوں سے حتی المقدور بچتے ہوئے قادیانیت کے دجل وفریب کو عوامی سطح پر

بیان کیا جائے۔ تا کہ وہ اَن پڑھ مسلمان جو مناظرانہ موشگافیوں اور مخصوص مذہبی اصطلاحات سے کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے، اُنہیں بھی قادیانیت کے ارتداد سے آشنا کیا جا سکے۔ جب احرار رہنماؤں نے قادیانیت کے مکر وعقائد کو آسان زبان میں عوام کے سامنے لا کر رکھا تو عام مسلمان بھی قادیانی مکر وفریب سے واقف ہوتا چلا گیا۔

احرار رہنما بخوبی جانتے تھے کہ قادیانیت جیسے فتنے کا صرف علمی انداز سے تعاقب کرنا اور محض کتب ورسائل کے ذریعے اس کے نظریات وافکار کی تردید کر دینے سے ہی کما حقہ دینی فرض ادا نہیں ہو جاتا کیونکہ اس کا فائدہ چند فی صد تعلیم یافتہ مسلمانوں تک ہی محدود رہتا ہے اور مسلمانوں کی بڑی تعداد جو تعلیم کی کمی کی وجہ سے کتابی علم سے استفادہ کرنے سے یکسر محروم رہ جاتی ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنی بے مثل خطابت سے کام لیتے ہوئے عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی اصل غرض وغایت لوگوں کے دل ودماغ میں بیٹھا دی۔ احرار نے قادیانیت کے متعلق پڑھے لکھے مسلمانوں کو کتب ورسائل کے ذریعے شعور بخشنے میں بھی ہرگز کوئی کوتاہی نہیں کی، بلکہ وہ اپنے شعبہ نشر واشاعت کے ذریعے ۱۹۳۰ء سے اب تک بے شمار لٹریچر شائع کرتی چلی آ رہی ہے۔

خورشید ندیم صاحب نے ایک اور عجیب وغریب نکتہ اعتراض اُٹھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: ''احرار کا ہدف بدقسمتی سے قادیانیت کی بجائے قادیانی بن گئے، کیونکہ فنِ خطابت کی ضرورت یہی تھی۔ اب بجائے یہ بتانے کے کہ قادیانیت کیسے اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم ہے، سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ قادیانی کیسے اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس اسلوب کے غلبے سے قادیانیوں میں ایک ردِعمل پیدا ہوا، اور اُن میں اصلاح کی بجائے دفاع کا جذبہ ابھرا۔ دوسری طرف ایک عام مسلمان پر یہ اثر ہوا کہ اس میں قادیانیوں سے نفرت اور ناپسندیدگی پیدا ہوئی۔'' اگر محترم مضمون نگار قادیانیت کی پیدائش، قادیانیت کے تخلیق کاروں کے حقیقی عزائم ومقاصد اور قادیانیت کے اسلام دشمن اور ملت کش منصوبوں کا بغور مطالعہ فرماتے تو انہیں احرار کو مطعون کرنے کی ہرگز ضرورت پیش نہ آتی، کیونکہ اس ناقابلِ تردید حقیقت کو تمام دینی وسیاسی حلقے اور تاریخ دان طبقے بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ قادیانیت کی تخم ریزی کے پیچھے انگریز سامراج کے دو بڑے عزائم کارفرما تھے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کی مرکزیت کو منہدم کرنے کے لئے جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختمِ نبوت کے برعکس سامراجی نبوت کے برگ وبار اُٹھائے جائیں اور دوسرا یہ کہ اس خانہ ساز نبوت کے ذریعے مسلمانوں کو سامراج کا مطیع وفرمانبردار غلام بنایا جائے۔ پس آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٔ نبوت اِنہی دو مقاصد یعنی مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور انگریز پرستی کو رواج دینے کا ابتدائیہ ثابت ہوا۔ جس نے آگے چل کر نوے سال تک برصغیر کے مسلمانوں کو مضطرب کیے رکھا۔

چونکہ قادیانیت کے آغاز سے ہی علماء کرام قادیانیت کے عقائد ونظریات اور اُس کے اسلام اور مسلمانوں سے متصادم فکر ونظر کی بابت تفصیل سے بتاتے چلے آئے تھے۔ اِس لیے مجلسِ احرارِ اسلام نے اس ضرورت کا احساس کیا کہ اب قادیانیت کے عقائد کے بیان کے ساتھ ساتھ اُس کے قوم وملک کے خلاف دہشت گردانہ منصوبوں کو بھی طشت از بام

کرنا ضروری ہے۔ تا کہ مسلمان اُس کی تخریبی کارروائیوں سے بھی واقف ہو سکیں۔ اس لئے احرار نے قادیانیت کے پیرو کاروں کی اسلام، مسلمانوں اور ملک کے خلاف سازشوں سے عوام کی آگاہی کو ناگزیر امر قرار دیا۔ حیرت ہے کہ فاضل مضمون نگار مجلسِ احرارِ اسلام کے اس عمل کو مسلمانوں میں قادیانیوں سے نفرت اور ناپسندیدگی پیدا ہونے کی وجہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان عوام میں قادیانیوں کے خلاف نفرت خود قادیانیوں کے مذموم عقائد اور مسموم اعمال نے ہی پیدا کی ہے۔ مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کو ذُریۃ البغایۃ یعنی کنجریوں کی اولاد ہونے کی گالی دی۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے پوتے مرزا ناصر احمد نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں یہ اعتراف کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے والوں یعنی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ کیا قادیانی وڈیروں کے ایسے سینکڑوں غلیظ بیانات ہی مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف جذبات کو ہوا دینے کا باعث نہیں بنے تھے ؟

اکتوبر ۱۹۳۴ء میں جب مجلسِ احرارِ اسلام نے قادیان کے مسلمانوں کی دعوت پر وہاں آل انڈیا احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی تو اس کانفرنس کے اثرات سے گھبرا کر قادیانیوں نے امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر مقدمہ کرا دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۲۰ ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو عدالت میں بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ ''مرزائی دنیا کے اُن تمام چالیس کروڑ مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے، کافر کہتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے اپنے تمام تعلقات مسلمانوں سے منقطع کر لیے ہیں۔ اُن کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔ مسلمانوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ ہم کو خنزیر کہتے ہیں ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو کتیوں سے بدتر کہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہمارے سے تعلقات منقطع کر لیے ہیں۔'' (ہفت روزہ ''آفتاب''، ملتان ۳۱ ر دسمبر ۱۹۳۴ء) سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اس بیان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے نفرت اور دُوری کی ابتدا، اور انتہاء قادیانی عناصر نے خود کی تھی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مذکورہ بالا مقدمہ کا فیصلہ ممتاز جج جسٹس جی، ڈی کھوسلہ نے کیا تھا۔ اس فیصلہ میں بھی فاضل جج نے قادیانیوں کو ہی مسلمانوں پر مظالم کا مرتکب اور اُنھیں مشتعل کرنے کا باعث قرار دیا تھا۔

محترم خورشید احمد ندیم نے قادیانی اور قادیانیت کی تفریق کر کے لفظی بازیگری سے کام لیا ہے۔ قادیانیت اگر مخصوص عقیدہ و نظریہ کا نام ہے تو قادیانی ہی اُس کی ترویج و اشاعت کا ذریعہ ہیں۔ اگر آج فلسطینی مسلمانوں پر یہودیوں کے مظالم کی مذمت کی جاتی ہے یا یہودیوں کی سازشوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو دراصل یہودیوں سے مراد یہودیت ہی ہوتی ہے۔ اس طرح اگر قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے تو یہ درحقیقت قادیانیت ہی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اگر مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنما قیامِ پاکستان سے قبل پنجاب کی تقسیم کے دوران سر ظفر اللہ خان قادیانی کے باؤنڈری کمیشن میں پاکستان کا کیس خراب کرنے کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد ظفر اللہ خان کے قائدِ اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور ظفر اللہ خان قادیانی کے ہی بحیثیت وزیرِ خارجہ، پاکستان کو سیٹو اور سینٹو جیسے بدنامِ زمانہ معاہدوں میں جکڑ کر پاکستان کی خودمختاری کو داؤ پر لگا دینے کے متعلق حقائق واشگاف کرتے ہیں، یا اسرائیل میں قادیانیوں کے مشن

کے موجود ہونے کے متعلق قادیانی رسائل کے حوالے سے عوام کو آگاہ کرتے ہیں تو یہ اُن کا دینی ہی نہیں، قومی فریضہ بھی ٹھہرتا ہے، کیونکہ دین و ایمان اور قوم و ملک کے دشمن کے تخریبی ارادوں سے قوم کو بروقت خبردار کرنا قوم کے سچے خیر خواہوں کا شیوہ ہوا کرتا ہے۔

اگر ان حقائق کو جان لینے سے قوم میں دوست، دشمن کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں اپنے دین وطن کے غداروں کے کردار و عمل سے نفرت جنم لیتی ہے تو یہ ہماری دینی، قومی اور ملی غیرت کا تقاضا بھی ہے۔ دشمن کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر بھی اُسے دوست سمجھتے ہوئے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینا سراسر حماقت و نادانی ہے۔ یاد رہے! کہ نادان دوست، دشمن سے کہیں زیادہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اگر خورشید احمد ندیم کے فلسفہ کے مطابق قادیانیوں کی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے خلاف سازشوں کی نقاب کشائی سے قادیانیوں کے خلاف نفرت کو فروغ ملتا ہے، تو علامہ محمد اقبالؒ کے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام خط میں شامل اِس جملے کے متعلق کیا کہا جائے گا کہ:

''میں اِس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

29 جولائی 2010ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

قادیانی ڈائریکٹر کا عجیب وغریب دعویٰ

محمد عطاء اللہ صدیقی

قادیانی جماعت کی سپریم کونسل کے ڈائریکٹر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ ہم قرآن کو آخری کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور قرآن وحدیث پر عمل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن ۱۹۷۴ء میں نام نہاد پارلیمنٹ اور نام نہاد صدر نے ہمیں آئینی طور پر غیر مسلم قرار دے کر بڑی زیادتی کی۔ بھٹو نے ہمیں غیر مسلم قرار دیا جبکہ ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں پابندی لگا کر اسے عروج تک پہنچا دیا۔ گڑھی شاہو کی عبادت گاہ میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ کوئی مانے نہ مانے ہمیں مسلمان کہلانے کا حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور یہ حق ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ تمام احمدی محبّ وطن ہیں اور اُنھوں نے پاکستان کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ دوسری طرف کلمہ طیبہ پڑھنے اور اسلام علیکم کہنے پر ہمیں سالوں کی سزائیں سنائی گئیں۔ مرزا غلام احمد نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے، اذان دینے نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی آیات تک لکھنے کی اجازت نہیں۔ اُنھوں نے کہا ہم اقلیت نہیں بلکہ مسلمان ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ ہم سے یہ حق چھین سکے۔ [نوائے وقت: ۳۱ مئی ۲۰۱۰ء]

نوائے وقت نے بجا طور پر قادیانی جماعت کے ڈائریکٹر کے اس بیان کو ''عجیب وغریب دعویٰ'' قرار دیا ہے۔ یہ بیان ایک آئینہ ہے جس میں قادیانیوں کی حقیقی سوچ کا واضح عکس دیکھا جا سکتا ہے، قادیانی اقلیت کی یہی وہ سوچ ہے جس نے پاکستان میں ان کے لیے مسائل پیدا کیے ہیں اور وہ پاکستانی معاشرے میں ابھی تک اپنے آپ کو ایڈجسٹ نہیں کر سکے۔ ان کی اس غلط اور غیر حقیقت پسندانہ سوچ نے پاکستان کے مسلمانوں اور حکومت کو بھی شدید آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ جب تک وہ اس سوچ کو نہیں بدلتے، موجودہ صورت حال میں تبدیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس صورت حال کے پیدا ہونے میں زیادہ تر کردار قادیانیوں نے ادا کیا ہے لیکن وہ ہمیشہ سے مسلمانوں کو الزام دیتے آئے ہیں کہ وہ ان پر بہت ظلم کر رہے ہیں۔

ایں ہمہ آوردۂ تست

۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا تھا، قادیانی اسے ''بڑی زیادتی'' سمجھتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس فیصلے کو ''زیادتی'' قرار دینا ہی سب سے بڑی زیادتی ہے۔ قادیانی امت کے بانی مرزا غلام احمد کی تحریریں، کتابیں، الہامات، بیانات، الزامات اور دعوے اور پھر اُس کے نام نہاد خلفاء کے عقائد و بیانات اگر جعلی اور خود ساختہ نہیں ہیں، تو پھر تو قادیانیوں کو ''مسلمان'' سمجھنے والوں کو اپنے آپ کو ''غیر مسلم'' قرار دیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ یا تو

قادیانی ''مسلمان'' ہیں یا پھر وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر یقین نہیں رکھتے، وہ مسلمان ہیں۔ یہ دونوں بیک وقت مسلمان نہیں ہوسکتے۔ آخر دنیا کی کون سی منطق اور عقلی دلیل ہے جو اسلام کی اصل تعلیمات اور قرآن وسنت پر ایمان رکھنے والے اربوں مسلمانوں کو محض اس بناء پر ''غیر مسلم'' قرار دے کہ وہ ایک جھوٹی نبوت کے دعویدار کے دعوؤں کو جھٹلاتے ہیں۔ کیا یورپ کے عیسائیوں نے نئے فرقے ہارمن کے اس دعوے کو تسلیم کرلیا تھا کہ جوزف سمتھ کو بھی نبی ماننے والے حق پر ہیں اور صحیح معنوں میں عیسائی وہ ہیں، مگر رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ سچے عیسائی نہیں ہیں کیونکہ وہ جوزف سمتھ کو نبی نہیں مانتے، نہ ہی اس کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔

پریس کانفرنس میں عجیب وغریب دعوے کرنے والے قادیانی جماعت کے ڈائریکٹر کیا اس بات کی تردید کرسکتے ہیں کہ ان کے مسیح موعود اور ظلّی وبروزی نبوت کے مدعیِ کاذب نے بارہا تحریر کیا تھا کہ ان کو نہ ماننے والے ''کنجریوں کی اولاد'' ہیں۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد)

جب وہ اپنے ساتھ ہونے والی ''بڑی زیادتی'' کا رونا روتے ہیں اور اپنے آپ کو بہت بڑا مظلوم بنا کر پیش کرتے ہیں تو انہیں ان ننگے اور ناقابل تردید حقائق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج کے مرزا غلام احمد جس پارلیمنٹ کو ''نام نہاد'' کہتے ہیں، وہ مذہبی جماعتوں کے ارکان پر مبنی نہیں تھی۔ اس پارلیمنٹ میں اکثریت پیپلز پارٹی سے وابستہ ارکان کی تھی جنھوں نے سوشلزم کو اپنی معیشت قرار دے رکھا تھا۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ارکان تھے جو جانے پہچانے مارکسٹ اور کیمونسٹ تھے۔ پیپلز پارٹی کی قیادت بشمول جناب ذوالفقار علی بھٹو اور دیگر ارکان اسمبلی، سب کا دعویٰ تھا کہ وہ لبرل، ترقی پسند اور سیکولر ہیں۔ حکومت کی طرف سے اُس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے پارلیمنٹ کے سامنے دلائل دیے تھے۔ یہ معاملہ کئی ہفتے جاری رہا تھا۔ اس وقت کے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد اور اس کے تین دیگر ساتھیوں کو بھرپور موقع دیا گیا کہ وہ اپنے مؤقف کے حق میں دلائل پیش کریں۔ مرزا ناصر احمد نے بہت پہلو بچانے کی کوشش کی مگر وہ اس سوال کا جواب پیش نہ کرسکے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے ''کافر'' کیونکر ہیں؟ آج کے قادیانیوں کو یہ بات پیش نظر ضرور رکھنی چاہیے کہ کوئی کتنا بھی لبرل یا گناہگار مسلمان ہو، وہ یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ ایک قادیانی تو بزعم خویش ''مسلمان'' ہونے کا دعویٰ کرے اور دوسرے مسلمانوں کو ''مسلمان'' ہی تسلیم نہ کرے۔

مرزا غلام احمد نے پریس کانفرنس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم کو اس لیے ''بڑی زیادتی'' کہا ہے کہ قادیانی قرآن کو آخری کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ بادیُ النظر میں یہ دلیل بڑی وزنی دکھائی دیتی ہے۔ اگر قادیانیوں کی اس دلیل اور دعویٰ کا اعتبار کرلیا جائے تو پھر یقین کرنا پڑے گا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اس وقت کی پارلیمنٹ کے ارکان انتہائی متعصب، ظالم اور جھوٹے لوگ تھے۔ عام آدمی یہی سمجھے گا کہ اُنھوں نے ''قرآن کو آخری کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے والوں'' کو خواہ مخواہ غیر مسلم قرار دے دیا۔ اگر حقیقت یہی کچھ ہوتی تو آج ہم بھی مان لیتے۔ مگر یہ حقیقت نہیں ہے۔ یہ محض تلبیس کوشی، دھوکہ، فریب اور لفظی بازی گری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح آخری نبی نہیں مانتے جس طرح کہ عام مسلمان ختم

نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔قادیانی مرزا غلام احمد آف قادیان کو بھی ''محمد'' اور ''احمد'' سمجھتے ہیں اور اس کی ''نبوت'' کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل و بروز (سایہ اور عکس) قرار دیتے ہیں۔مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخص ''ان کی طرح'' ہوسکتا ہے نہ ان کی نبوت کا ''ظل و بروز'' ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ایسا دعویٰ اگر کوئی کرے گا تو اس کے جھوٹا اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔قادیانیوں کے ڈائریکٹر بتائیں کہ کیا وہ مرزا غلام احمد آف قادیان کی ظلی و بروزی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے؟ مزید برآں ہمیں وہ سمجھائیں کہ ایک قادیانی شاعر کے ان اشعار کا مطلب کیا ہے؟

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

رہی بات قرآن مجید کو آخری کتاب ماننے کی۔یہ دعویٰ بھی ناقابل اعتبار ہے کیونکہ قادیانیوں نے قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی تفسیر کرنے میں جس طرح کی تحریف سے کام لیا ہے، وہ ان کے کافر ہونے کے لیے کافی دلیل ہے۔لہٰذا قادیانیوں کا قرآن مجید کو آخری کتاب ماننے کا دعویٰ بے معنی ہے جب تک وہ مرزا غلام احمد کی خرافات اور گمراہ کن تعلیمات سے انکار نہیں کرتے۔یہ تعلیمات صریحاً کفر پر مبنی ہیں۔ہمارے ہاں بہت سارے لوگ قادیانیوں کی اس تلبیس کوشی کا شکار ہوجاتے ہیں اور قادیانیوں سے ہمدردی جتانا شروع کردیتے ہیں۔جس شخص نے قادیانیوں کی کتابوں اور ان کے لٹریچر کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہو، وہ اس طرح کی غلط فہمی میں کبھی مبتلا نہیں ہوسکتا۔کوئی آدمی اگر قرآن مجید کو آخری کتاب اور سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود یا ظلّی و بروزی نبی سمجھے۔یہ دونوں دعوے ایک وقت میں نہیں کیے جاسکتے۔

لہٰذا یہ بات مسلّم ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کا آئینی فیصلہ ہر اعتبار سے درست تھا۔یہ فیصلہ مسلمانوں کو بہت پہلے کردینا چاہیے تھا۔علامہ اقبال نے تو ۱۹۳۵ء میں اپنے مضمون میں تحریر کیا تھا کہ قادیانی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔اُنھوں نے انگریز حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قادیانیوں کو بھی سکھوں کی طرح الگ فرقہ قرار دے۔علامہ اقبال نے دو مفصل مضامین تحریر کیے تھے اور بھرپور استدلال کے ذریعے اور فلسفیانہ اصولوں کی روشنی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔قادیانی تو پہلے دن سے غیر مسلم تھے،۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے تو محض رسمی کارروائی کی تھی۔ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے مخالف بھی ان کے اس فیصلے کو سراہتے ہیں اور انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔کیا بعید ہے ان کا یہ تاریخی فیصلہ ان کی بخشش کا باعث بن جائے۔خدا کرے کہ ایسا ہو۔(آمین)

قادیانی ڈائریکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کوئی مانے نہ مانے ہمیں مسلمان کہلانے کا حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ہم بھی

اپنی رائے کے اظہار کا حق استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی قادیانی مانے یا نہ مانے، وہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان عقائد اور تعلیمات کو نہ اپنالے جو کسی کے مسلمان ہونے کے لیے بنیادی شرائط کا درجہ رکھتے ہیں۔ قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ان کا ظلی و بروزی نبوت کا نظریہ ایک گورکھ دھندہ ہے اور خود فریبی سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر وہ واقعی خلوص دل سے مسلمان کہلانا چاہتے ہیں تو انہیں دین اسلام میں پورا پورا داخل ہونا پڑے گا اور قادیانیت کی عینک اتار کر قرآن وسنت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ یہ ''خدائی حق'' کا خود ساختہ تصور اتنا ہی باطل ہے جتنا کہ قرون وسطیٰ کی پاپائیت اور بادشاہوں کے ''خدائی حقوق'' کا تصور۔ یہ محض طفل تسلی ہے اور حقائق سے فرار کی ایک صورت، ورنہ اس طریقہ سے زبردستی کوئی مسلمان ہوسکتا ہے، عیسائی نہ یہودی۔ کسی بھی الہامی مذہب کا پیروکار ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس مذہب کی مکمل تعلیمات پر ایمان لایا جائے۔ ابھی چند ماہ پہلے مرزا ناصر احمد کے ایک پوتے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام لے آئے ہیں۔ دیگر قادیانی بھی اگر ''مسلمان'' کہلانا چاہتے ہیں تو ان کے لیے بھی واحد راستہ یہی ہے۔ خود ساختہ ومزعومہ ''خدائی حقوق'' کی Tunnel سے گزر کر وہ اسلام کے صراط مستقیم تک نہیں آسکتے۔

مرزا غلام احمد کے بیان کا وہ حصہ سخت قابل اعتراض ہے جس میں اُنھوں نے کہا:

''ہم اقلیت نہیں، مسلمان ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے غلام ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ہم سے یہ حق چھین سکے۔''

یہ بیان آئین پاکستان سے صریحاً بغاوت ہے۔ آئین پاکستان کی رُو سے قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اگر آج کوئی قادیانی یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اقلیتی کمیونٹی کا رکن نہیں، بلکہ اکثریتی جماعت یعنی مسلمانوں کی جماعت میں سے ہے، تو اس کا اعلان غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر اسلامی ہے۔ قادیانیوں کی سوچ اور طرز عمل بے حد افسوس ناک ہی نہیں، اشتعال انگیز بھی ہے۔ قادیانیوں کی یہی وہ ضد ہے جو بالآخر فساد اور تصادم پر منتج ہوتی ہے۔ جب ان کے بارے میں مسلمانوں کی یہ متفقہ اور سوچی سمجھی رائے ہے کہ وہ 'مسلمان' نہیں ہیں تو پھر وہ 'مسلمان' کہلانے پر بضد کیوں ہیں؟ جو مسلمان اس معاملے کے متعلق شدید حساس واقع ہوئے ہیں، اس طرح کی باتیں سن کر ان کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ وہ کسی صورت بھی قادیانیوں کو یہ اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ وہ ''مسلمان'' ہونے کا اس طرح علی الاعلان ڈھنڈورا پیٹیں۔ جب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ ''کسی کی مجال نہیں'' تو فریق مخالف بھی ردِعمل ظاہر کرسکتا ہے، ''اچھا تو مجال کی بات کرتے ہو'، تم مسلمان ہو کے دکھاؤ'' قادیانی ڈائریکٹر کا یہ لب ولہجہ کسی ''مظلوم اقلیت'' کے نمائندے کا اُسلوب نہیں ہوسکتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کا دعویٰ بھی محلِ نظر ہے۔ قادیان کے مرزا غلام احمد کا غلام کبھی بھی والیِ یثرب کا غلام نہیں ہوسکتا۔ جس طرح ایک مسلمان مرزا غلام احمد کا غلام نہیں ہوسکتا، اسی طرح کوئی قادیانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام نہیں ہوسکتا۔ یہ محض سخن سازی اور فریب دہی ہے اور کوئی مسلمان یہ فریب کھانے کو تیار نہیں ہے۔ جب یہ سب کچھ ممکن ہی نہیں تو پھر قادیانی کس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اپنے آپ کو یا کسی اور کو؟ انہیں ٹھنڈے دل سے یہ سوچنا چاہیے۔ جہاں تک ان سے حق چھین لینے کی بات ہے، یہ بھی مغالطہ آمیز ہے۔ جب اُنھوں نے اپنی مرضی اور خوش دلی سے مرزا غلام احمد کا غلام بننا قبول کرلیا ہے، تو پھر ان کے پاس کوئی ''حق'' رہ ہی نہیں جاتا جس کا استعمال کرتے ہوئے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کا دعویٰ کرسکیں۔ حق بغیر

استحقاق کے متعین نہیں ہوتا۔ قادیانی اس طرح کا کوئی استحقاق سرے سے رکھتے ہی نہیں ہیں تو پھر یہ مبارزت طلبی کا انداز کیونکر اپناتے ہیں؟ وہ پاکستان کے شہری ہیں اور بطور شہری کے انھیں تمام حقوق حاصل ہیں۔ مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق حاصل کرنے کے لیے ریاست کی شہریت کا حصول ہی کافی نہیں ہے۔ یہ ایمان و یقین اور عقیدے کا معاملہ ہے، اس کا فیصلہ شہری حقوق کی میزان میں نہیں، بلکہ ایمان بالرسالت اور ختم نبوت کے معروف معیار اور میزان کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے۔ قادیانی اطمینان رکھیں کہ وہ اقلیت تھے، اقلیت ہیں اور اقلیت رہیں گے۔ وہ خوانخواہ ''مسلمان'' ہونے کی ضد نہ کریں کیونکہ اس طرح کی باتوں کا فائدہ کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ اس طرح کے دعوے کرتے رہیں گے تو صورت حال کے بگڑنے کے خدشات ہیں۔ ہمارے دانشور جو قادیانیوں کے مظلوم ہونے کے پراپیگنڈے پر یقین کرتے ہیں، انھیں مرزا غلام احمد کے مذکورہ بالا بیان کے اُسلوب پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مرزا غلام احمد نے شکایت کی ہے کہ قادیانی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے، انھیں اذان دینے نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی آیات تک لکھنے کی اجازت نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر یہ سب شکایتیں بلا جواز ہیں۔ مساجد اور اذان تو شعائر اسلام ہیں۔ یہ مسلمانوں کی ثقافت اور دین کی پہچان ہیں۔ قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو ''مساجد'' کہنے اور ''اذان'' دینے کی اجازت نہیں دی جاتی تو اس میں احتجاج کی کیا گنجائش ہے۔ وہ کیوں چاہتے ہیں کہ اپنی عبادت گاہوں کو ''مساجد'' کہیں اور ان میں مسلمانوں کی طرح ''اذانیں'' دیں۔ وہ ایسا اس لیے چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرسکیں۔ وہ پوری دنیا میں اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر تبلیغ کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر ''اسلام'' بھی لے آتے ہیں مگر انہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ اُنھوں نے ''قادیانیت'' کو اسلام سمجھ کر اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے جو وہ اسلام کا نام استعمال کر کے دے رہے ہیں۔ جب قادیانی امت نے مسلمانوں سے اپنے جنازے تک الگ کر لیے تو اب وہ مسلمانوں کی طرح اذانیں دینے کی ضد کیوں کرتے ہیں؟ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظمؒ جیسے معتدل مزاج اور روشن خیال مسلمان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اُنھوں نے جواب دیا: ''آپ مجھے ایک مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر یا ایک غیر مسلم ریاست کا مسلم وزیر سمجھ لیں۔'' اس طرح قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود سے ان کے ایک مرید نے سوال کیا کہ کسی غیر احمدی کا اگر کوئی بچہ انتقال کر جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے؟ اس کے جواب میں مرزا بشیر الدین محمود نے کہا: ''میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کسی عیسائی یا ہندو کا بچہ فوت ہو جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔'' اس طرح کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جب معروضی حقائق اس طرح کے ہوں تو 'مساجد' اور 'اذان' جیسے شعائر اسلام کو اپنانے کی خواہش رکھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی نے ۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء کے کالم میں تحریر کیا:

> '''احمدی' اور مسلمانوں میں جو چیز وجۂ نزاع بنی وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی ''نبوت'' کے علاوہ اس نومولود مذہب کی طرف سے مسلمانوں کی اس تمام ''ٹرمانالوجی'' پر قبضہ تھا جو بزرگان دین اور مقامات مقدمہ کے لیے مخصوص تھی، اپنے اصل مقاصد پر پردہ ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو ایسا ''نبی'' قرار دیا جو اپنی

شریعت نہیں لایا تھا، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کو نافذ کرنے کا دعویدار تھا۔ چنانچہ موصوف نے ظلی بروزی کی بحث بھی چھیڑی، خود کو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہی قرار دیا۔ لیکن ان کے 'صحابی' اس قسم کے شعر بھی کہتے رہے، جن کا ذکر اس مضمون کے شروع میں کیا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ تمام احمدی محبِّ وطن ہیں'۔ نجانے ''محبِّ وطن'' ہونے سے ان کی مراد کیا ہے؟ آخر یہ کیسی ''حب الوطنی'' ہے جو قادیانیوں کو اسرائیل میں اپنا مشن قائم کرنے سے باز نہیں رکھتی؟ کیا قادیانی ڈائریکٹر اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کی تردید کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اس ''حب الوطنی'' کا ڈھنڈورا پیٹنے کا کیا فائدہ ہے؟ مرزا غلام احمد کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے اور ''السلام علیکم'' کہنے پر قادیانیوں کو سالوں کی سزائیں سنائی گئیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہوتے ہوئے مسلمانوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے اور ''السلام علیکم'' کہنے میں اس قدر دلچسپی کیوں رکھتے ہیں؟ اگر ان کے ''نبی'' نے اپنی ''امت'' کے لیے کوئی کلمہ ایجاد نہیں کیا تھا تو وہ خود اسے ایجاد کر لیں۔ ہمارے بعض مسلمان جو قادیانی ذہنیت سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں، وہ بھی خیال کرتے ہیں کہ اگر قادیانی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو پڑھنے دیں۔ وہ دراصل بہت سادہ لوح واقع ہوئے ہیں۔ انہیں جان لینے کی ضرورت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی و بروزی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کے پیروکار ''محمد الرسول اللہ'' میں ظلی و بروزی نبی کا تصور ذہن میں رکھتے ہیں۔ کیا اس خیال کے ساتھ قادیانیوں کو مسلمانوں کا کلمہ پڑھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

قادیانی ڈائریکٹر کی پریس کانفرنس کی تفصیلات پڑھ کر ایک عام مسلمان پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ۲۸ مئی کو قادیانیوں کی عبادت گاہوں میں ہونے والی دہشت گردی کو قادیانی اپنے حق میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ انتہائی گھناؤنی واردات تھی۔ اسلام میں اس کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی اس طرح اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملوں کو ''جہاد'' کا نام دیتا ہے تو اس کا دعویٰ اتنا ہی باطل ہے جتنا کہ قادیانیوں کا یہ دعویٰ کہ وہ مسلمان ہیں، اقلیت نہیں۔ اسلامی شریعت کی رُو سے ریاست مسلمان اور غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ دار ہے۔ اس بارے میں کسی تفریق اور امتیاز کو روا رکھنا درست نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں پاکستان کے قادیانیوں نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا کہ ان کی عبادت گاہوں کو ہولناک دہشت گردی کا نشانہ بنایا جائے۔ یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ علمائے دین نے قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر حملہ کر کے ان کو جان سے مار دینے کی حمایت کبھی نہیں کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں اپنی فطری موت مرا، حالانکہ ۱۸۹۲ء میں دو سو علماء کرام نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خلفاء بھی اپنی موت مرے، انہیں کسی نے قتل نہیں کیا۔ پرویز مشرف کے دور میں قادیانیوں کو مراعات حاصل رہیں مگر ان کی عبادت گاہوں پر ایسے حملے نہ ہوئے۔ غرض اس طرح کی کارروائی ہر اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ قادیانی اس ہمدردی کی لہر کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے پارلیمنٹ کی آئینی ترمیم کو واپس لینے کی تحریک شروع کر دیں اور اپنے ''مسلمان'' ہونے کا اعلان کریں۔ اس کا ردِّ عمل سامنے آ سکتا ہے اور ممکن ہے قادیانی اس ہمدردی سے بھی اپنے آپ کو محروم کر دیں جو انہیں آج ہر طرف سے مل رہی ہے۔

مرزا قادیانی کی علمی حیثیت
اس کے بیٹے مرزا محمود احمد کی نظر میں

مولانا سہیل باوا (لندن)

یوٹیوب، فیس بک اور قادیانی میڈیا پر قادیانی حضرات اپنے ماننے والوں کو مرزا قادیانی کی قابل اعتراض تحریروں کو تاویلات اور خودساختہ رؤیا وکشوف کے ذریعہ الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کررہے ہیں۔ میری ان تمام قادیانیوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے لاکھ جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا ہی جاتا ہے جس پر بجز ندامت وشرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اس لئے گزارش ہے کہ قادیانی حضرات دوران مطالعہ خودساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں بلکہ انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانی ان جھوٹ اور اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگادینے والی تحریروں کا جواب دینے کے بجائے ان سے برأت کا اعلان کریں۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت صرف نبی ہونے کا نہیں۔ بلکہ سب انبیاء کرام، حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہونے کا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ، رخ ص ۲۰۹/ ج نمبر ۱۸)

اور اُن کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے، نے اس کی تشریح میں لکھا ہے، ''مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمد یہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل/ص ۱۱۳)

ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب، اور ان کے پیروکار مرزا کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے ہیں، مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈلا (پیغام صلح صفحہ ۶۳ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۸۵) لیکن افسوس ان قادیانیوں پر جو اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ جو شخص یہ کہتا ہو کہ (میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈلا) اور اس کا حال یہ ہو کہ اس کو اسلامی مہینوں کے نام تک نہ آتے ہوں (تریاق القلوب ص ۴۱ روحانی خزئن جلد ۱۵ ص ۲۱۸)

کیا قادیانی اس بات کا جواب دے سکتے ہیں؟ اور کیا یہ مرزا قادیانی کی جہالت اور اللہ تعالیٰ کی توہین کی بیّن دلیل نہیں؟ ہر نبی کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہوتا ہے۔ وحی الٰہی کو سمجھنے میں غلطی نہیں کرتا کہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ ہر نبی کو وحی

الٰہی پر کامل ایمان بھی ہوتا ہے اور اطمینان بھی۔ نبوت غباوت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتی۔ غبی کا نبی ہونا عقلاً محال ہے۔ ایک عاقل اور دانا کو غبی اور ناقص العقل پر ایمان لانے کا حکم دینا سراسر خلاف عقل ہے اور عقلاً یہ بھی محال ہے کہ کسی غبی اور ناقص العقل شخص کو فقط غبی اور ناقص العقل لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا جائے۔ اس لیے کہ نبی اور امت جب دونوں ہی ناقص العقل ہوں گے تو پھر وہ دین نہیں بلکہ حماقتوں کا مجموعہ ہوگا اور کسی احمق کی حماقتوں سے صلاح وفلاح کی توقع ہرگز نہیں نہیں ہوسکتی بلکہ خرابی ہی کی امید کی جاسکتی ہے۔

راقم نے مرزا قادیانی کی غباوت ثابت کرنے کے لیے ایک ہی مثال پیش کی ہے۔ نبی کا علم ایسا کامل اور مکمل ہوتا ہے کہ امت کے حیطۂ ادراک سے بالا اور برتر ہوتا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تمام اوّلین اور آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا ہوں لیکن یہ دعویٰ ایسا بدیہی البطلان ہے کہ جس کو سوائے نادان کے کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے علم اور اہل علم کا درجہ بہت بلند ہے۔ علم ایک نور اور معرفت ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت، روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہوسکتے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔

مرزا قادیانی اپنی وحی والہام میں کہتا ہے

(انک باعیننا سمیتک المتوکل وعلمنه من لدنا علما یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۹۸ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۷۶)

مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو بشارت دی کہ

وھب لی علوم مقدسة نقیة ومعارف صافیة جلیة وعلمی مالم یعلم غیری من المعاصرین، اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف وروشن معارف عطا کئے اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔ (انجام آتھم ص ۷۵ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۷۵)

اس کے برعکس مرزا قادیانی لکھتا ہے

(تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔'' (پیغام صلح/رخ، ج ۲۳/ص ۴۶۵)

راقم کو قادیانیوں سے اور مرزا قادیانی سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے، بلکہ ان کے دعوے پر غور کرنے کے لئے جب ان کی تحریروں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر وتقریر میں سچائی کے پابند نہیں، بلکہ ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ آدمی کانپ جاتا ہے، مرزائیوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی کرتا ہے، تمام اوّلین اور آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا اور علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنے والا، جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ سکھایا جو کسی انسان کو زمانہ میں نہیں سکھایا اور

بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ نہ ہو، لیکن افسوس مرزا قادیانی دجال کو صرف یہ ہی نہیں بلکہ مرزا کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سوانح عمری ہی سے واقفیت نہ تھی! کیا یہ حیرت کی جگہ نہیں ہے؟ جس کو خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ ان کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ مرزا قادیانی سے ایک پرائمری کا طالب علم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے۔

باری تعالیٰ فرماتے ہیں **الم یجدک یتیما فاٰوٰی** کیا اللہ نے تم کو یتیم نہیں جانا یا حالت یتیمی میں نہیں پایا۔

یجد (مضارع) **وجد** سے ہے اور وجد کا معنی یا تو علم (اس نے جانا) اور **یتیما** دوسرا مفعول ہے یا **وجد وجود** سے مشتق ہے اور وجود کا معنی ہے پانا اس وقت **یتیمـــا** حال ہوگا۔ استفہام انکار نفی کے لیے ہے اور انکار نفی اثبات کو مستلزم ہے اس سے غرض ہے مخاطب سے اقرار کرانا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو یتیم پایا یعنی آپ کا باپ فوت ہوگیا تو آپ کو اللہ نے نادار بچہ پایا۔ باپ نے نہ تمھارے لئے مال چھوڑا نہ کوئی ٹھکانہ۔ اس جملہ میں **مـــاودعک** کے معنی کی تاکید ہے، **فـــاٰوٰی** پس اس نے آپ کو ٹھکانہ دیا یعنی پہلے آپ کے تایا زبیر بن عبدالمطلب اور پھر چچا ابوطالب کے پاس آپ کا ٹھکانا بنایا اور ان کو آپ کا کفیل مقرر کر دیا۔ بغوی نے بحوالہ ترمذی شریف حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ سے ایک درخواست کی تھی لیکن اگر نہ کی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر ہوتا میں نے عرض کیا تھا۔ پروردگار آپ نے سلیمان بن داؤد کو بڑی حکومت عطاء فرمائی اور فلاں کو فلاں چیز دی، اللہ نے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں نے آپ کو یتیمی کی حالت میں نہیں پایا اور پھر آپ کو ٹھکانہ نہیں دیا۔ راقم قادیانیوں کے لیے تاریخ، کتب تفسیر وحدیث کے مزید حوالے پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تاکہ قادیانی انتہائی غیر جانبداری، خالی الذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اللہ کی دی ہوئی عقل وشعور کو استعمال کر کے مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔

الم یجدک یتیما فاٰوٰی :فیہ مسائل وذکروا فی تفسیر الیتیم امرین . الاءول : ان عبـداللہ بـن عبـدالـمطلب فیماذکرہ اھل الاء خبار توفی واء م رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل بـہ،ثـم ولـد رسـول اللہ فـکـان مع جدہ عبدالمطلب ومع أمہ آمنہ،التفسیر الثانی للیتیم : أ نہ من قـولھـم درۃ یتیمہ ، والمعنی الم یجدک واحدا فی قریش عدیم النظیر فأواک؟التفسیر الکبیرأ مفاتیح الغیب (المجلدالسادس عشر ۳۱، ۳۲، ۳۳، ص۱۹۴)﴿الم یجدک یتیما فاٰوٰی﴾ یعلمک ، ﴿ یتیما ﴾تـوفی أبوہ علیہ الصلاۃ والسلام وھواجنین،(تفسیر البحر المحیط الجزء الثامن) ﴿قـال سماحۃ الا ستاذ الامام الشیخ محمد الطاھر ابن عاشور فی التفسر التحریر ر التنویر ،وا لیتیـم : الصبی الذی مات أبوہ وقدکان ابوالنبی صلی اللہ علیہ وسلم تـوفی وھوا جنین المجلد الثانی عشر الأجزأ ۲۹، ۳۰ ﴾ واختـلف فـی وفـاۃ أبیہ عبد اللہ ، ھل توفی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل ،أؤ تـو فـی بـعـد ولا دتۃ ؟ عـلـی قو لین : اصحھما : أ نہ تو فی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حـمـل . والثـانـی: انـہ توفی بعد ولا دتہ بسبعۃ أ شھر .(زاد المعاد فی ھد ی خیر العباد الجزء

لاول ص ۲۶)﴿وأخرج البیھقی فی الد لا ئل عن ابن شھاب رضی اللہ عنہ قال : بع عبدالمطلب ابنہ عبداللہ یتمارالہ تمرا من یثرب فتوفی عبداللہ وولدت آمنۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،فکان فی حجرجدہ عبدالمطلب الدرالمثور فی التفسیر المأثور المجلد اسادس ص ۲۱۱﴾

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا۔اس حال میں کہ حضرت آمنہ ابھی حاملہ ہی تھیں۔اسی پر علماء کا اتفاق ہے(یعنی حضرت عبداللہ کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہوگیا تھا۔اگرچہ کچھ روایات ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد فوت ہوئے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کتابوں میں جہاں آپ کی آمد کی خبریں ہیں۔اس بات کو بھی آپ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت بتلایا گیا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی ہوجائے گا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یتیم ہونے کی شان مکمل طریقے پر پائی جائے گی۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد اوّل نصف اول باب چہارم ص ۱۷۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بطن مادر میں تھے کہ حضرت عبداللہ نے پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔محمد بن عمر الواقدی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اور ان کی عمر کے متعلق جتنی روایتیں ہیں۔ان سب میں سے صحیح ترین قول ہماری نزدیک یہی ہے۔محمد بن سعد کہتے ہیں: ثابت ترین روایت پہلی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر ہی میں تھے کہ حضرت عبداللہ انتقال کر گئے۔

(طبقات ابن سعد حصہ اوّل ص۱۴۲)

پھر حضرت آمنہ کے حمل ہی کی حالت میں حضرت عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کو سفر شام کا اتفاق ہوا اور اسی سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے وفات پائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اوّل اردو ص۱۰۶)

والمقصود أن امہ حین حملت بہ توفی أبوہ عبداللہ وھو احمل فی بطن أمہ علی المشھور. قال محمد بن سعد : حدثنا محمد بن عمر ،ھو الواقدی ، قال خرج عبداللہ بن عبد المطلب الی الشام الی غزوۃ فی عیر من عیران قریش یحملونہ تجارات ، ففرغوا من تجاراتھم ثم انصرفوا فمررا با لمد ینہ وعبداللہ بن عبدامطلب یومئذ مریض ،فقال :أتخلف عند أخوالی بنی عندی بن نجار ،فأقام عندھم مریضا شھرا ومضی أصحابہ فقد موا مکۃ فسأ لھم عبدالمطلب عن ابنہ عبد اللہ فقالوا خلفناہ عند أخوالہ بنی عند بن النجار وھو مریض. فبعث الیہ عبدالمطلب أکبر ولدہ الحارث فوجدہ قد توفی ودفن فی دار النابغۃ فرجع الی أبیہ فأخبرہ.فوجد علیہ عبدالمطلب واخوتہ

وأ خواته وجداشد يدا، ورسول صلى الله عليه وسلم يومئذحمل . ولعبد الله بن عبد المطلب يوم توفي خمس وعشرون سنة.قال الواقدى: هذا هوأثبت الا قاويل في وفاة عبدالله وسنه عد نا. قال الوقدى :وحدثني معمر عن الزهرى أن عبدالمطلب بعث عبدالله الى المد ينة يتمارا لهم تمرا فمات. قال محمد بن سعد وقد أنبأ نا هشام بن محمد بن السا ئب الكابي عن أ بيه وعن عوانة بن الحكم قالا : توفي عبدالله بن عبدالمطلب بعد ما أتى على رسولصلى الله عليه وسلم ثمانيتو عشروين شهرا ، وقيل سبعة اشهر. وقال محمد بن سعد والاول اثبت، انه توفي وسولصلى الله عليه وسلم حمل . وقال الزبير بن بكار : حدثني محمد بن حسن عن عبد السلام عن ابن خر بوذ ، قال :توفي عبد الله وسولصلى اله عليه وسلم ابن شهرين ، ومات امه وهوابن اربع سنين ، ومات جده وهوابن ثمان سنين ، فاوصى به الى عمه ابى طالب . والذى رجحه الوقدى وكاتبه الحافظ محمد بن سعد انه عليه الصلاة وسلام توفي ابوه وهوجنين في بطن امه وهذا ابلغ اليتيم وعلى مراتبه.

(البدایہ والنہایۃ الجزالثانی ص ۳۴۱۔۳۴۲)

راقم کی نقل کردہ تمام روایات کے بارے میں تمام مؤرخین وارباب سیر اور مفسرین، علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام کے والد گرامی کا انتقال اسی زمانے میں ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر ہی میں تھے اور ان حضرات کے نزدیک یہ ہی روایات زیادہ مشہور ثابت ترین صحیح ترین اور قابل اعتماد ہیں اور اسی پر علماء کا اجماع بھی ہے اور البدایہ والنھایہ میں ہے کہ واقدی نے یہاں تک کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی وفات اس وقت ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں ہی تھے اور وفات کے وقت عمر پچیس سال تھی۔ اس بات کا ثبوت اور اس بات کی تصدیق ان مستند روایات سے ہو چکی ہے جو اب تک ہمیں ملی ہیں، اور واقدی نے ثبوت کے ساتھ اپنے اسی بیان کو ترجیح دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات کے وقت شکم مادر ہی میں تھے اور یہی آخری بات تمام دوسری روایات زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے، اور البدایہ ولنھایہ میں ہی محمد بن سعد کہتے کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب فوت ہوئے اس وقت رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں تھے۔ محمد بن سعد نے پایۂ ثبوت کی بات کہہ کر مہر تصدیق لگا دی۔ اس کے علاوہ علامہ حافظ ابوالفدا ءعماد ین ابن کثیر اس کا ثبوت مستند اور صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحریر فرما کر کہتے ہیں کہ یہاں اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت سے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ مشہور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ اسی زمانے میں وفات پا گئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی تھے۔ راقم نے کتاب وسنت سے مستند صحیح اور راجح مشہور بے شمار دلائل نقل کیے۔

اب ہمارا سوال قادیانیوں سے یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے راجح صحیح، مستند اور قابل اعتماد قول کو چھوڑ کر نہایت ضعیف مرجوح، غیر مسند قول کو کیوں اختیار کیا؟ چنانچہ ان کے جھوٹ کی صرف ایک مثال آپ کے غور کرنے لئے لکھی گئی

ہے اور اس کے علاوہ ایک طویل فہرست غلط بیانیوں کی خاکسار کے سامنے موجود ہے۔ ان شاء اللہ جتنی تعداد چاہیں پوری کردوں گا۔ مرزا قادیانی کے ایک نہیں سیکڑوں اور ہزاروں جھوٹ ریکارڈ پر موجود ہیں، اسے لائق التفات آدمی سمجھنا صحیح نہیں۔ قادیانیوں کی ساری جماعت بھی مل کر مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے پر زور لگائے، تب بھی الحمد اللہ ایک اکیلا خادم، ختم نبوت کا سپاہی، مرزا قادیانی کو لچا اور بے ایمان ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ مت بھولئے کہ یہ مرزا کی آخری تحریر تھی جو کہ دو تین دنوں میں اس ملک سے نفاق اور پھوٹ کو دور کرنے کے لئے لکھی تھی جو کہ انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہر زبان پر اور چرچا ہر گھر میں ہے اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین ۱۴ سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ مرزا قادیانی سیرتِ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے جاہل نکلا۔ مرزا قادیانی کے جاہل ہی نہیں بلکہ اجہل ہونے کی بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کو سمجھیں جس طرح صحابہ کرام نے بیان کیا نہ یہ کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی تاویلات کو قرآن وحدیث سمجھ کر اپنا ایمان تباہ کریں۔ اگر قادیانی حضرات نے مرزا قادیانی کے گھر کی خبر لی ہوتی تو اس طرح کی باتیں نہ کرتے۔ آپ کی معلومات کے لئے عرض یہ ہے کہ جو شخص خدا سے مکمل تعلیم براہ راست حاصل کرنے کا دعویدار ہو، اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابلے پر آتا۔ جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لیے بار باران کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان سچا ہوں (روحانی خزائن جلد۱۲ اص ۴۱) لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی کو قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ تو کیا ملتا بلکہ اللہ نے مرزا قادیانی کی اپنی روح اور بقول قادیانیوں کے خدا کا مقرر کردہ خلیفہ مرزا محمود احمد کے ذریعہ زیر بحث مسئلہ میں مرزا قادیانی کو ذلیل وخوار کر دیا۔

مرزا محمود احمد کہتا ہے کہ

> رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی رحم مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا عبدالمطلب کے دل میں غیر معمولی طور پر محبت پیدا کر دی۔
>
> (تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ۹ ص ۹۷)

مرزا محمود احمد اپنے باپ کی بات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال کر کہتا ہے کہ اباجی اگرچہ آپ مسیح موعود ہوں گے لیکن میں آپ کی اس بات پر اعتماد نہیں کرتا کیونکہ آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے غلط اور جھوٹی ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے۔

> میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادۂ خاص سے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشاف تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے، تو میں جھوٹا ہوں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵ اص ۲۹۷)

مرزا محمود احمد زیر بحث مسئلہ میں انکشاف تام میں شریک ہوکر مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے اعلان کر رہا ہے اور مرزا محمود احمد اپنے باپ کے بارے میں کہتا ہے کہ

جو مسیح موعود کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے۔ وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے کیونکہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔ (بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷، انوار العلوم جلد ۷، ص ۱۲۴)

مرزا محمود احمد اپنے فتویٰ کے مطابق مرزا قادیانی کی بات (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا تھا) کو رد کر کے خدا کی درگاہ سے مردود ہوا۔ اور مرزا قادیانی اپنے فتویٰ کے مطابق اپنے بیٹے کو انکشاف تام میں شریک کر کے جھوٹا اور کذاب ہوا، پاپ اور بیٹا آمنے سامنے ہیں۔ اب فیصلہ قادیانیوں کے ہاتھ میں ہے کہ مربیوں کی بات مانیں؟ یا مرزے کی بات یا پھر خلیفہ صاحب مرزا محمود احمد کی؟ مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکمِ مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہوگئے تھے۔ لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی قرآنی علوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دعویٰ کرنے کے باوجود سیرت کے باب کا یہ اہم پہلو بھی نہ جان سکا۔ قادیانیوں کو جب مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے تو دوسرے پیغمبروں کی باتوں اور ارباب اہل علم کو جھوٹا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگوں پر واضح ہو کہ جھوٹ بولنے سے نبوت میں فرق نہیں آتا۔ معاذ اللہ! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اکیلا ہی جھوٹا نہیں۔ بلکہ اور پیغمبر بھی جھوٹے گزرے ہیں۔ حقیقت میں مرازا قادیانی خود ہی جھوٹوں کا بادشاہ ہے۔ مرزائی مربی جھوٹے، جھوٹی خلافت اور جھوٹی جماعت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور بھاگتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو جھوٹ کی دکان بند کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں آمین۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ

دفتر احرار لاہور میں تشریف آوری

لاہور (۱۴؍جون) خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، مجددیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم، ۱۴؍جون ۲۰۱۰ء کو دفتر احرار تشریف لائے۔ میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، چودھری محمد اکرام احرار اور ملک محمد یوسف کے علاوہ دیگر احرار ساتھیوں نے ان کا استقبال کیا۔ مغرب سے عشاء تک حضرت دفتر احرار میں موجود رہے۔ دوست احباب اور خانقاہ سراجیہ کے متعلقین نے خوب استفادہ کیا۔ حضرت مولانا خلیل احمد مدظلہ نے ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار اسلام کی جدوجہد اور دیگر جماعتوں کی سعی و کوشش کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

چناب نگر مسلمانوں کے لیے ''نوگوایریا'' بن گیا

سیف اللہ خالد

ریاست کے اندر ریاست کیا ہوتی ہے۔ کسی نے دیکھنا ہوتو پنجاب کے ضلع چنیوٹ سے ملحق اس کی تحصیل چناب نگر (سابق ربوہ) کو دیکھ لے جہاں حکومت کا نہیں بلکہ مرزائی جماعت کا حکم چلتا ہے۔ وہاں سے اطلاعات موصول ہو رہی تھیں کہ ۲۸ مئی کے دہشت گردانہ حملوں کی آڑ میں مرزائی جماعت کی سیکورٹی نے شہر کا کنٹرول کچھ اس طرح سنبھال لیا ہے کہ چاروں طرف سے شہر میں داخلی، خارجی راستے بھاری بلاک رکھ کر بند کر دیے ہیں صرف ایک راستہ کھلا ہے جہاں مرزائی سیکورٹی اور مرزائی انٹیلی جنس کی بھاری نفری مسلمانوں کو پریشان کرنے کی خاطر کھڑی ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ راستے بلاک کرنے کی خاطر رکھے گئے سیمنٹ کے بلاکز پر تھانہ چناب نگر لکھا ہوا ہے مگر وہاں ڈیوٹی دینے والے قادیانی جماعت کے اپنے لوگ ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کی عزت نفس سے کھیلتے ہیں اور بعض اوقات تشدد کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔ ان حرکتوں کے سبب چناب نگر سے گزر کر اپنے اپنے دیہات کو جانے والے مسلمان شدید پریشانی میں مبتلا ہیں۔ یہ ناکہ بندی دراصل ان قریباً ۵۰ ہزار دیہاتیوں کا محاصرہ ہے جن کے پاس آمدورفت کی خاطر چناب نگر سے گزرے بنا کوئی چارہ نہیں۔ ان شکایات کو آن گراؤنڈ چیک کرنے کا فیصلہ کر کے ایک روز قبل چناب نگر کا سفر اختیار کیا تو معلوم ہوا کہ گرمی کہتے کسے ہیں۔ آگ برساتا سورج اور جسموں کے اندر چھید کرتی ہوئی لو۔ عینک کے باوجود آنکھیں سوج گئیں۔ خوفناک گرمی میں ایک بجے چناب نگر کی مین انٹرنس پر پہنچے تو ٹیلی فون سے ملنے والی اطلاع درست نظر آئی کہ صرف یہی شہر میں داخلے کا واحد راستہ ہے جہاں سیمنٹ کے بلاکس کی تین لائنیں لگی ہیں۔ میزبان نے ایک ایسے ساتھی کو ساتھ لیا تھا کہ جو کئی برس سے چناب نگر کا رہائشی ہے اور خیال تھا کہ اس کے ساتھ ہونے کے سبب کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوسکتا۔ مگر اس کے باوجود مرزائیوں کی اس انٹرنس پر رکنا پڑا۔ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جانا ہے؟ کیوں جانا ہے؟ اس جیسے بے ہودہ سوالوں کے جواب میں انھیں بتایا گیا کہ جرنلسٹ ہوں۔ اس سے زیادہ بتانے کا پابند نہیں۔ چاروں طرف سے اس انداز میں گھیرنے والے قادیانی سیکورٹی کے اہلکاروں کا سوال تھا شناختی کارڈ دکھاؤ؟ ہم نے کہا کیوں؟ تم اپنی شناخت کراؤ کون ہو؟ کس نے یہ اختیار دیا کہ راہ چلتے لوگوں کو روک کر یوں پوچھ گچھ کرو؟ انہیں شاید اس انداز اور اس آہنگ میں سوالوں کی امید نہ تھی لہٰذا بوکھلاہٹ میں فوراً گھیرا مزید تنگ کرتے ہوئے کہا ہماری اجازت کے بغیر اب آپ جا بھی نہیں سکتے ہیں۔ موٹر سائیکل سے اترتے دیکھ کر دور کونے میں دبکے

پولیس والوں کو اٹھنا پڑا۔ ایک اے ایس آئی تھا۔ جسے ہمارا راہبر آج صبح ہی روکے جانے پر اپنی حیثیت یاد کروا چکا تھا۔ معاملہ بگڑتا دیکھ کر اس نے مرزائیوں کو اشارہ کیا اور ہمیں کہا آپ جائیں غلط فہمی ہوگئی تھی۔ راہبر نے بتایا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ یہاں تو لوگوں کو تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ان کے شناختی کارڈ ضبط کرلیے جاتے ہیں کہ ہمیں اس کے اصلی ہونے پر شک ہے اور یہ سب کچھ پولیس کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ ہمارا راہبر طیب چناب نگر کی دو میں سے ایک مسجد ”جامع مسجد احرار“ سے متعلق ہے اور اتنے عرصے سے یہاں رہ رہا ہے کہ ناکوں پر موجود سو سے زائد قادیانی اہلکار بھی اسے جانتے ہیں مگر وقفے وقفے سے اپنی طاقت دکھانا چونکہ معمول ہے لہذا اتوار کی صبح اسے روک کر کہا گیا تم افغان ہو۔ دھماکے کرتے ہو۔ اپنی شناخت کراؤ ورنہ ہمارے ساتھ چلو۔ کافی دیر تک تکرار کے بعد بھی جب پولیس اہلکار اس جھگڑے میں پڑنے پر آمادہ نہ ہوتے تو اس نوجوان نے اپنے مرکز فون کیا جہاں سے رابطہ کرنے پر مقامی ڈی ایس پی کو آنا پڑا اور یوں اسے وہاں سے گزرنے کی اجازت ملی۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد مجلس احرار کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کا صاحبزادہ قاسم کسی کام سے بازار گیا تو اسے روک گیا۔ ڈی ایس پی کی مداخلت یہاں بھی لازم قرار پائی اور حد تو یہ کہ اتوار کی درمیانی شب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صاحبزادے اور مجلس احرار کے امیر سید عطاء المہیمن کو روکنے کی کوشش کی گئی مگر شاید پولیس کی بروقت مداخلت یا کسی اور سبب پیر جی نے للکارا تو قادیانی اہلکار پیچھے ہٹ گئے اور کوئی بدمزگی نہ ہوئی۔ چناب نگر جو مسلمانوں کی طویل جدوجہد کے بعد ربوہ کے نام سے چھٹکارا پاسکا ہے، پہلے بھی یہاں آنا ہوتا رہا ہے مگر مرزائی لڑکوں کی جو غنڈہ گردی اس بار دیکھنے میں آئی پہلے کبھی نہ تھی شہر سے داخل ہوں تو آگے اقصیٰ چوک میں ایک اور ناکہ آجاتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو واضح طور پر احساس ہوتا ہے کہ ہراساں کرنے کی خاطر موٹر سائیکل سوار لڑکے ساتھ ساتھ چلتے اور اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اس مختصر رپورٹ پر ایک ڈبل کیبن بھی مسلح گشت کرتی نظر آتی ہے۔ شہر میں ان گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرنے کی حرکتیں بھی واضح دکھائی دیتی ہیں۔ مرکز احرار کے خطیب اور استاد مولانا محمد مغیرہ نے امت کو بتایا کہ معاملہ صرف ۲۸ رمئی کی دہشت گردی کے بعد نہیں اس سے قبل بھی راتوں کو یہاں سے گزرنا ایک عذاب سے کم نہیں تھا۔ مگر اس واردات کے بعد اب دن کو گزرنا بھی کم اذیت ناک نہیں ہے۔ قادیانی لڑکے کس حد تک دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرتے ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ چناب نگر کے تحصیل آفس میں ایک مسجد مسلمانوں نے ۱۹۷۶ء سے بنا رکھی ہے۔ مرزائیوں کے مرکز کے قریباً سامنے مسلمانوں کی یہ مسجد اس لیے ضروری تھی کہ سرکاری اداروں کے مسلمان ملازمین کی عبادت کا کوئی مرکز تو ہونا چاہیے تھا۔ لہذا یہ مسجد یہاں موجود ہے۔ ۲۸ رمئی کے بعد اس مسجد کے خطیب اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب امیر مولانا شبیر عثمانی کو بھی ایسے ہی رویہ کا سامنا پرنا پڑا جب گذشتہ ہفتے وہ اپنے ۱۲ سالہ بیٹے کو ہمراہ لے کر اس مسجد میں نماز پڑھانے نکلے۔ انہیں پہلے تو مرکزی سڑک پر روکا گیا اس کے بعد شناخت کے مرحلہ سے گزر کر اقصیٰ چوک پہنچے تو وہاں کے ناکہ پر انہیں بھی روک لیا گیا اور شناخت طلب کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ ۳۶ برس سے اس شہر میں رہ رہے ہیں مگر اس کے باوجود انہیں گھیراؤ کر کے

اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ مولانا کا کہنا ہے کہ لڑکوں کی بدتمیزی ایسی تھی کہ مقامی مرزائی جماعت کا اہم عہدیدار اور گلشن بیکری کا مالک بھی آ گیا اور مولانا کو راستہ بدلنے اور مسجد نہ جانے پر اصرار کرتا رہا مگر ان کا جمعہ لیٹ ہو رہا تھا، وہ نہ رکے۔ جھگڑا بڑھا تو مقامی ڈی ایس پی ایک بار پھر میدان میں آیا اس نے مولانا کو اسکارٹ کیا اور مسجد چھوڑ کر گیا۔ بعد ازاں ڈپٹی کمشنر کے سامنے احتجاج پر ان ناکوں پر پولیس بھی لگا دی گئی ہے مگر اس کا کردار خاموش تماشائی سے زیادہ نہیں ہے۔ مرزائی کیا کر رہے ہیں پولیس ان کے ساتھ کیوں ہے اس حوالے سے چنیوٹ پریس کلب کے سیکرٹری جنرل اللہ رکھا نے بتایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درجنوں کے حساب سے دیہات ایسے ہیں جن کا واحد راستہ چناب نگر سے ہو کر گزرتا ہے۔ ان میں ترکھانا والہ بائی پاس کے پاس سے لے کر آگے تک ان لوگوں کے پاس کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔ لہٰذا رات کو یہ لوگ خوفزدہ رہتے ہیں اور سفر سے گریز اختیار کرتے ہیں۔ ان دنوں دن کے وقت بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ اسی طرح پریس کلب کے ایک اور کارکن جو مقامی اخبار ''فخر چنیوٹ'' کے نام سے شائع کرتے ہیں کچھ عرصہ قبل ان کا نام قادیانیوں کی ایک لڑائی میں ڈال دیا گیا حالانکہ ان کا اس پورے واقعے سے تعلق نہیں ہے۔ چودھری اللہ رکھا نے بتایا کہ مسلمان دیہات کے لوگ اتنے بے بس ہیں کہ چنیوٹ شہر سے کوئی ٹرانسپورٹ ان کو چھوڑنے نہیں جاتی کیونکہ قادیانی تشدد کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال چند ماہ قبل پکڑے ایک ''دہشت گرد'' کی ہے جو بے چارہ رکشہ ڈرائیور تھا اور سواریاں آگے کے ایک گاؤں میں چھوڑ کر آ رہا تھا اس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ بعد ازاں جب شہر میں گھوم پھر کر حالات دیکھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ چند موٹر سائیکل سوار اور ایک ڈبل کیبن مستقل ہمارے ساتھ ساتھ چلتی رہی ان کی ہاتھوں میں جدید رائفلیں اور بلٹ پروف جیکٹیں یہ بتانے کو کافی تھیں کہ ہم اس وقت حکومت پاکستان کی عملداری سے باہر ہیں۔ مولانا شبیر عثمانی نے بتایا کہ ان کا گھر چناب نگر کی بیرونی بستی مسلم کالونی میں ہے وہاں سے مسجد تین کلومیٹر دور ہے۔ مگر قادیانیوں نے خوف اس قدر پھیلا رکھا ہے وہ نماز پڑھانے جاتے وقت یہ تین کلومیٹر کا سفر طے کر کے گھر خیریت کی خبر دینا پڑتی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس حوالے سے مرزائی جماعت کے ترجمان نے کہا کہ ہمارے خلاف دہشت گردی کی وارداتیں ہو رہی ہیں ہمیں حق ہے کہ اپنی حفاظت کا بندوبست کریں۔ بیرونی ناکوں پر ہمارے جوان اس لیے تعینات ہیں کہ ہمیں پولیس پر اعتبار نہیں ہے۔ ہم کسی کو دھمکانا نہیں چاہتے لیکن مشکوک لوگوں کو چیک کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ ڈی ایس پی رانا اسلم خان سے جب رابطہ کیا گیا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ شروع کے چند روز تو قادیانی خود سارا کام کرتے رہے ہیں۔ اشتعال کا ماحول تھا اس لیے بدمزگی سے بچنے کی خاطر ہم نے احتیاط کا مظاہرہ کیا مگر اب بیرونی ناکہ پر پولیس کے جوان ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف بیرونی ناکہ پر ہی پولیس کے دو جوان ہوتے ہیں وہ بھی غیر متعلق۔ شہر کے اندر ریاست کی اجازت کیوں؟ حکومت کارروائی کیوں نہیں کرتی۔ کیا حکمران اس بات کے منتظر ہیں کہ مقامی مسلمان مشتعل ہوں اور نقصِ امن پیدا ہو۔

(مطبوعہ: روزنامہ امت کراچی، ۲۲ر جون ۲۰۱۰ء)

عصر حاضر کا ”ٹرومین“!

خالد اختر کھوکھر (راولپنڈی)

انسانی جسم میں سننے والا کان بھی باقی اعضاء کی طرح بہت بڑی نعمت ہے۔ کسی کو کہیں سے بھی اپنے نام کی آواز سنائی دے تو پورا جسم اپنا رُخ ادھر موڑ لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح کرۂ ارض کا ہر انسان اپنے وطن کا نام آتے ہی فوراً ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔ بعینہٖ جب کوئی ہمارے پیارے پاکستان کے ساتھ ایٹمی اضافت والا ایٹمی پاکستان کہتا ہے تو ہر پاکستانی کا سر ہمالیہ کی چوٹی سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ جہاں اس شکر میں دنیا کا ہر مسلمان برابر کا شریک ہے وہیں دنیا کا ہر غیر مسلم ہمیں ہر لحاظ سے تباہ و برباد کرنے میں مصروف و متحرک و متحد نظر آتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ دنیا کا ہر مسلمان اپنے آپ کو دشمنوں سے محفوظ و مضبوط بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اسی کی کوشش و خواہش کے پیش نظر اس گردش کرتی ہوئی کائنات میں ہر موجود اپنے حجم کے اعتبار سے متحرک ہے۔ زندہ اجسام اپنے اپنے دائروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں چرند، پرند اور درند بھی اپنے ضابطوں میں زندہ ہیں لیکن ان کے شام و سحر موسم کے پابند ہیں مگر ہم جو اشرف المخلوقات حضرت آدم کی نسل ہیں باقی سب مخلوقات سے زیادہ منظّم، اصول پسند اور ان اصولوں کے پابند بھی ہیں اور اس کے ساتھ آزادانہ اور پرامن زندگی گزارنے کے داعی اور دعوی دار بھی ہیں پھر جہاں تک ممکن ہو اپنے عہد کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔ لیکن جب طاقت و اختیارات کے استعمال کے توازن میں جھول آنا شروع ہو جاتا ہے تو انتظامات کے نام پر اختلافات کے دروازے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں پھر ان اختلافات کو ہوا دے کر منفی ذہانت کے شر دماغ مفادات کی خاطر گروہوں کو اپنا ہم نوا بنا لیتے ہیں۔ پھر ایسے لوگ ہی اپنی اپنی قابلیت کے مطابق طاقتور گروہ بن جاتے ہیں۔ ماضی کے تجربات کی روشنی میں طاقتور ترین لوگ ہی کامیاب و کامران قرار پاتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں انسان نے اپنی قوت عمل سے بے شمار طریقوں سے جو جو اور جتنی جتنی طاقت حاصل کی ہے اس کی سب سے آخری سیڑھی نیوکلیئر پاور ہے۔ اس طاقت کے جنگی استعمال کو دنیا دیکھ چکی ہے۔ جتنی تباہ کاریاں اس نے کی ہیں اور مزید تباہیوں کی جس قدر صلاحیت اس میں موجود ہے اس کے تصور سے ہی انسان لرز اٹھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا پھیلاؤ کسی کو بھی قبول نہیں مگر دنیا کو اصولوں پر چلانے اور کار بند رکھنے اور دوسروں سے اپنی مرضی کی بات منوانے کی جتنی دہشت اس ایٹمی ہتھیار میں ہے اتنی شدت اور طاقت ابھی تک کسی اور ہتھیار میں ثابت نہیں ہو سکی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بے مثال طاقت میں جو پرامن بقائے باہمی کے تعمیری اور ترقی یافتہ راز پوشیدہ اور موجود ہیں اس سے انکار و فرار بھی ممکن نہیں ہے۔

ان تمام خوبیوں اور خامیوں کے اس کی طاقت میں صرف تباہ کاریوں کو جو سب سے بڑا خطرہ موجود ہے وہ اس شخص کی ان انگلیوں سے ہے جن کے نیچے ان کے تباہ کن جنگی استعمال کا بٹن ہوگا۔ ان انگلیوں والے شخص کی نیک نیتی یا بد نیتی کا انحصار اس کے اس وقت کی ذہنی کیفیت پر ہی رہے گا۔ وہ شخص استعمال سے پہلے جو فیصلہ بھی کرے گا اس کی ذمہ داری صرف اور صرف اس شخص پر ہوگی۔

اس طے شدہ صورتحال کے بعد بھی دنیا کا ہر باشعور شخص اس ڈاکٹرائن سے یقیناً بجا طور پر ڈرتا اور خوف زدہ رہے گا کہ اگر ان انگلیوں والا شخص یہ فیصلہ کر ہی لیتا ہے کہ ایک بم مارنے سے تصوراتی اندازے کے مطابق دو کروڑ سینٹی گریڈ درجہ حرارت پیدا ہوتا ہے۔ اس کو کیوں نہ ہمالیہ کی چوٹی پر مار کر پھاڑ دیا جائے۔ اس سے جو اور جتنا تابکاری اثرات والا پانی بہہ کر سمندر میں جائے گا اور اس کے نتیجے میں تمام آبی حیات ختم و تلف ہوتی چلی جائے گی۔ پھر ان تابکاری اثرات سے سمندری گزرگاہ قابل استعمال نہیں رہے گی۔ تابکاری آلودگی سارے سمندری پانی کو اپنی بھرپور لپیٹ میں لے لے گی۔ سمندری سفر و آمدورفت ناممکن بن جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمالیہ کی چوٹی کے دائرے میں آنے والے تمام ممالک و آبادی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ پھر دور دراز بچے کھچے بے یار و مددگار، لولے لنگڑے لوگ بلبل ناتواں کا نالہ بلبلا نہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مرتے دم بلبل نے کہا صیاد سے
اماں کے ٹوکرے میں رکھ اپنی ایٹمی قوت کو

آخر میں دنیا والوں سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ دنیا والو اگر تم سے ممکن ہو سکے تو اس مگس کو باغ میں جانے سے ابھی سے روک لو ورنہ حشر برپا ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ اگر ایٹمی قوت سے دنیا کے بے بس و مجبور لوگوں کو صحت مندانہ و آبرومندانہ پیٹ بھر کر روٹی، تن ڈھانپنے کیلئے لباس، امن و سکون والی چھت کا سہارا جسم کو توانا و تندرست و چاق و چوبند رکھنے والا صحت مند ماحول پورے کرۂ ارض کے باسیوں کو بجلی، پانی اور توانائی کے ساتھ عزت و آبرومندانہ زندگی گزارنے کے مواقع میسر آ رہے ہوں تو ایسی لاتعداد ایٹمی طاقتوں کو بصد عزت و احترام خوش آمدید کہتے ہیں۔

قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کو فرقہ وارانہ تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے (عبداللطیف خالد چیمہ)

گزشتہ دنوں ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی کے نمائندے جناب احمد خان نے مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے انٹرویو کیا جو قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

تکبیر: خالد چیمہ صاحب یہ بتائیں لاہور میں احمدی عبادتگاہوں کے خلاف ہونے والی کارروائی کے حوالے سے ختم نبوت تحریک کا کیا موقف ہے؟

عبداللطیف خالد چیمہ: دیکھیں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے آج ملک میں دہشت گردی کا بازار گرم ہے یہ واقعہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ کو فرقہ وارانہ تناظر میں نہیں دیکھا جانا چاہیے یہ ایک کڑی ہے دشمن کی سازش ہے پاکستان میں دہشت گردی ایک منظم سازش کا حصہ ہے اور اس کے پس پردہ وہی طاقتیں جو پاکستان کو کمزور دیکھنا چاہتی ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ پاکستان کو غیر مستحکم کر کے یہاں اپنا تسلط قائم کر سکیں ہم سمجھتے ہیں ملک میں بیرونی مداخلت کو وسیع کرنے کے لیے بعض قوتوں نے اس طرح کی کاروائیوں سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس واقعہ میں ملوث افراد میں کچھ سے لوگ حکومت کی تحویل میں ہیں یہ لوگ جو بھی ہیں جس بھی تنظیم علاقے سے ہیں ان کے ماسٹر مائنڈوں ان کے فنانسروں کو بے نقاب کرنا حکومت کا فرض ہے۔

تکبیر: چیمہ صاحب بیرونی مداخلت کا آپ نے ذکر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کیا واقعی اس نوعیت کی کاروائیوں میں بیرونی ہاتھ ملوث ہے؟

عبداللطیف خالد چیمہ: دیکھیں جس طرح کی یہ منظم کارروائی ہے اور اس جیسی دیگر کاروائیوں کو بغیر کسی بیرونی مدد کے نہیں کیا جاسکتا جس طرح کا اسلحہ استعمال ہوا ہے جس طرح کی مہارت ظاہر کی گئی ہے وہ کسی بیرونی تربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں امریکہ بھارت اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔

تکبیر: اس حوالے سے را کے ملوث ہونے کے حوالے الزام تو سامنے آیا مگر پنجاب حکومت اب تک اس بارے میں کوئی واضح بات نہیں کہہ سکی ہے جبکہ وفاقی وزیر داخلہ کا کہنا ہے کہ محض الزامات نہیں لگانے چاہئیں ثبوت ملیں گے تو بات ہوگی آپ کیا کہتے ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: جی ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو ملوث ہیں وہ بے نقاب ہوں اب یہ فرض پنجاب حکومت کا ہے کہ وہ

گرفتار افراد سے کی جانے والی تفتیش سے عوام کو آگاہ کرے۔

تکبیر: جماعت احمدیہ کی قیادت نے حالیہ واقعات کے حوالے سے علماء مذہبی قیادت اور بالخصوص ختم نبوت کے قائدین کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: جماعت احمدیہ نے اس افسوسناک واقعہ پر سیاست شروع کردی ہے لاشوں پر سیاست کرکے وہ مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرسکتے ختم نبوت تحریک آج کی تحریک نہیں ہے اور نہ ہی منکرین ختم نبوت سے ہمارا آج کا اختلاف ہے یہ ایک صدی سے جاری تحریک ہے اور ہمیشہ سے یہ ایک پرامن تحریک رہی ہے ہم نے علمی سطح پر قادیانیوں کا مقابلہ کیا ہے ان کے عقائد باطلہ سے آگاہی کے لیے علمی دلیل دی ہے ڈنڈے کے زور پر نہ تو ان کا محاسبہ ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا ہم نے ان کے اسلام دشمن عقائد اور توہین رسالت عقیدہ کو دنیا کے سامنے بے نقاب کیا ہے اور اس کے بعد ہی انہیں کافر قرار دیا گیا ہے یہ جو باتیں آج کررہے ہیں وہ محض سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی ایک ناکام کوشش سے زیادہ نہیں یہ ہلاکتیں جو ہوئیں ہیں یہ افسوسناک ہیں ہم تو انہیں آخرت کی ہلاکتوں سے بچانا چاہتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ختم نبوت پر ایمان لائیں اور کفر ترک کردیں۔

تکبیر: چیمہ صاحب قادیانیوں کے حامی اور خود احمدی جماعت کے ذمہ دار یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق نہیں دیئے جارہے بحیثیت پاکستانی اور انسان ان کے حقوق کی ضمانت تو ریاست دیتی ہے؟

عبداللطیف خالد چیمہ: یہ سراسر حقائق کے منافی بات ہے یہ لوگ آئین اسلام اور ملک کی آئین ساز اسمبلی کا مذاق اڑا رہے ہیں یہ اقلیت قرار دیئے جاچکے ہیں لیکن خود کو اکثریت میں رکھ کر ہر حق حاصل کررہے ہیں یہ ڈکلیر کافر ہیں لیکن خود کو احمدی مسلمان کہہ رہے ہیں جو سراسر آئین اور شریعت کی نفی ہے انہیں اسلام سے خارج کیا جاچکا ہے انہوں نے آئین اور اقتدار اعلیٰ کو چیلنج کر رکھا ہے جب یہ مسلمان نہیں ہیں تو پھر کس طرح یہ خود کو مسلمان ظاہر کررہے ہیں یہ شعائر اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں ان کی عبادتگاہیں مسلمانوں کی عبادتگاہوں کی طرز پر ہیں اصل بات کیا ہے کہ ایک جانب یہ خود کو اقلیتوں کے حقوق کا حامل بھی قرار دیتے ہیں اور دوسری جانب اکثریتی حق بھی حاصل کیے ہوئے ہیں حالیہ واقعہ میں جو لوگ ہلاک ہوئے آپ سب جانتے ہیں وہ پاکستان کے کس کس عہدے پر رہے کتنے کلیدی عہدوں پر آج بھی قادیانی خاموشی سے موجود ہیں یہ ووٹر لسٹ تک میں اپنے آپ کو احمدی قادیانی لاہوری نہیں لکھواتے تو یہ کہنا کہ ہمیں انسانی حقوق نہیں مل رہے سراسر لغو بات ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ اکثریت کے حقوق غصب کیے بیٹھے ہیں۔

تکبیر: حال ہی میں ایک نجی ٹی وی چینل پر گفتگو کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کے رہنما نے کہا کہ ہم احمدی کسی کو کافر نہیں کہتے اور ہم احمدی مسلمان ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: جی یہ سراسر جھوٹ اور پاکستان کے آئین، شریعت اور ملک کی قانون ساز اسمبلی کا مذاق اڑانے

والی بات ہے ان صاحب نے میڈیا کے ذریعے وہ جھوٹ بولا ہے کہ جو کسی طرح بھی چھپائے نہیں چھپ سکتا مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا بشیر الدین محمود نے ان کے عقائد تسلیم نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا تھا یہ غلط بیانی کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش میں ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح کوئی ایک فرقہ ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ہیں تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے ان کے عقائد کی بنیاد پر جب انہیں غیر مسلم قرار دیا جا رہا تھا تو وہ کسی ایک مولوی کا کام نہیں تھا پوری قانون ساز اسمبلی اور علماء مفتیان کرام سب نے ان کے اک اک عقیدے کی جانچ پڑتال کی اور انہیں اپنے دفاع کا پورا موقع دیا اسمبلی کے فلور پر ان کے سربراہ کو دفاع کا حق ملا لیکن پوری اسمبلی کی سارے علماء مفتیان کرام کی متفقہ رائے تھی کہ جن عقائد کا یہ اظہار کر رہے ہیں وہ کسی طرح بھی مسلمان کے عقائد نہیں ہو سکتے اس کے بعد انہیں کافر قرار دیا گیا اور اس کے بعد جب انہیں کافر قرار دے دیا گیا تو یہ آئین کا حصہ بن گیا اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اقلیت قرار دینے کے بعد یہ اقلیتی حقوق کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کے حقوق بھی غصب کیے بیٹھے ہیں اور پھر بھی یہی رونا رو رہے ہیں کہ ان کو حقوق نہیں مل رہے یہ آج تک کبھی پاکستان اسلام اور مسلمانوں سے مخلص نہیں رہے ان کے لوگوں نے پاکستان کے راز فروخت کیے انہوں نے پاکستان کے اسلامی تشخص کو مسخ کرنے کوشش کی یہ پاکستان اور پاکستان کے عوام کے ساتھ کس حد تک مخلص ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں ان کے ایک رہنما نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

تکبیر: لاہور میں ہونے والے واقعہ کی مذمت سب ہی نے کی ہے خود ختم نبوت کے تمام قائدین سیاسی مذہبی جماعتوں نے اس واقعہ کی مذمت کی لیکن ایسا لگتا ہے کہ جیسے بعض لوگ اس واقعہ کو فرقہ وارانہ یا مذہبی اختلاف کی بنیاد پر دیکھ رہے ہیں آپ کیا سمجھتے ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: جی بالکل ہمارے ہاں ایک سیکولر طبقہ ایسا ہے کہ جس نے ملک میں مذہبی منافرت کو عام کر کے اسلام دشمن بیرونی عناصر کے ایجنڈے کی تکمیل کرنی ہے لاہور کا واقعہ کوئی فرقہ وارانہ نوعیت کا نہیں ہے کہ ملک بھر میں جو دہشت گردی کی لہر ہے یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے قادیانی اس واقعہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف کاروائی سے تعبیر کر کے عالمی توجہ حاصل کر کے پاکستان پر بیرونی دباو بڑھوانا چاہتے ہیں آپ یہ بات نوٹ کریں میڈیا آزاد ہے اسے بھی چاہیے کہ اس پر توجہ دے آپ دیکھیں ملک میں بازاروں میں سیاسی مذہبی اجتماعات میں مساجد میں مختلف مسالک کے لوگوں کے اجتماعات میں کتنے بڑے بڑے خوفناک حملے ہوئے دھماکے ہوئے سینکڑوں بے گناہ شہید ہوگئے ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آج تک کسی قادیانی کسی احمدی جماعت کے رہنما نے ان واقعات کی مذمت نہیں کی یہ پاکستانی ہونے کا دعوی بھی کرتے ہیں ان کی پاکستان سے محبت کا یہ عالم ہے کہ یہ کسی بھی افسوسناک سانحہ سے لاتعلق رہتے ہیں اور جب ان کی عبادتگاہ پر حملہ ہوا تو پوری قوم نے مذمت کی ہر مکتبہ فکر کے فرد جماعت نے مذمت کی افسوس ظاہر کیا اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ پاکستان کو دل سے تسلیم ہی نہیں کرتے۔

تکبیر: میاں نواز شریف کا کہنا ہے کہ ان کے بیان کو سیاق وسباق سے ہٹ کر لیا گیا آپ کیا کہتے ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: میاں صاحب کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہیے ان کے بیان سے پوری قوم کی دل آزاری ہوئی ہے قادیانی ہمارے بھائی بہن نہیں ہوسکتے وہ ہمارے ہم وطن ضرور ہوسکتے ہیں لیکن یہ کہنا کہ وہ ہمارے بھائی بہن ہیں غلط بات ہے ہمیں نواز شریف صاحب سے یہ توقع نہیں تھی ان کا یہ بیان ان کی جماعت کی سیاسی ساکھ متاثر کرے گا ہم سمجھتے ہیں میاں صاحب کا یہ بیان ان کے اردگرد موجود بعض اصحاب کی وجہ سے ہے اور صحبت کے اثرات جھلک رہے ہیں ہمارا مشورہ یہی ہے کہ وہ اپنے بیان پر قوم سے معافی مانگیں اور توبہ کریں انہیں اس معاملے میں کسی وضاحت دینے کے بجائے اپنے دیئے گئے بیان پر معذرت کرلینی چاہیے۔

تکبیر: وفاقی حکومت کی جانب اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے جلد قانون سازی اور کوئی نیا آرڈیننس لانے کی بات کی گئی ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

عبداللطیف خالد چیمہ: ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہے اکا دکا واقعات ساری دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ترقی یافتہ ممالک میں بھی اس نوعیت کے واقعات ہوجاتے ہیں حکومت اپنے ملک کے عوام کو تحفظ دینے کے لیے کچھ کرسکے تو یہ بڑی بات ہوگی اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہے رہی بات قادیانیوں کی تو حکومت کو چاہیے کہ وہ پہلے قادیانیوں کو اس پر مجبور کرے کہ وہ خود کو پاکستان میں اقلیت تسلیم کریں کوئی سکھ خود کو ہندو نہیں کہتا، کوئی عیسائی خود کر مسلمان نہیں کہتا کوئی ہندو خود کو بدھسٹ نہیں کہتا واحد قادیانی ہیں جو غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے دوطرفہ مراعات و سہولیات لے رہے ہیں جہاں اقلیتوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے تو یہ بطور اقلیت حق حاصل کرلیتے ہیں اور جہاں اس کی ضرورت نہیں ہے وہاں ان کی اکثریت خود کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کے حقوق حاصل کررہی ہے۔

تکبیر: آپ نے جماعت احمدیہ کے سربراہ اور ان کی جماعت کے دیگر لوگوں کی جانب سے پاکستان میں خود کو احمدی مسلمان قرار دینے کے اقدام کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے

عبداللطیف خالد چیمہ: جی بالکل یہ بات بڑی اہم ہے کہ ملک کی منتخب قانون ساز اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنیاد پر جب کافر ڈکلیئر کیا تو اس کے بعد ان کے پاس کوئی حق نہیں کہ وہ خود کو احمدی مسلمان کہیں شریعت مطاہرہ کی بنیاد پر صرف پاکستان ہی نہیں ساری اسلامی دنیا نے انہیں کافر قرار دیا اسی طرح ملک کے آئین کی رو سے یہ کافر ہیں غیر مسلم ہیں ایسے میں جب یہ خود احمدی مسلمان کہہ رہے ہیں تو دراصل یہ شریعت کا مذاق اڑا رہے ہیں انہوں نے ملک کے آئین اور قانون ساز اسمبلی کے متفقہ فیصلے کی تضحیک کی ہے یہ کسی طرح بھی خود احمدی مسلمان نہیں کہہ سکتے ہیں ہم نے اس حوالے سے ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں اسے چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ آزاد عدلیہ ان کو پابند کرے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے انہیں ورغلانے سے باز رہیں۔

(مطبوعہ ہفت روزہ تکبیر کراچی، جلد نمبر: ۳۳، شمارہ نمبر: ۲۳، ۱۰ تا ۱۶ جون ۲۰۱۰ء)

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

☆ لاہور۔ پولیس اہل کار تھانے میں میٹر نہیں لگانے دیتے۔ (ایس ڈی او، واپڈا)
واپڈا اہل کار خود بجلی چوری کراتے ہیں۔ (ایس ایچ او، تھانہ فیکٹری ایریا)
☆ مختصر بات کیجیے، آپ کا وقت قیمتی ہے۔ (محکمہ ٹیلیفون ۱۹۸۰ء)
لمبی بات کیجیے اور ساری رات کیجیے۔ (یوفون ۔ ۲۰۱۰)
☆ کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔ زرداری ۲۰۱۳ء تک صدر رہیں گے۔ (سلمان تاثیر)
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں۔
☆ اب میں صدر نہیں وزیر اعظم بنوں گا۔ (پرویز مشرف)
بلی نوں چھیچھڑیاں دے خواب!
☆ خودکشیاں معمول کی بات ہے۔ لوگوں نے مرنا ہی ہوتا ہے۔ (ریاض پیرزادہ ایم این اے)
''آدمی کو میسر نہیں انساں ہونا'' آدمی کو بے شرم ہونا چاہیے
☆ حکومت کی توجہ بڑے ترقیاتی منصوبوں پر ہے۔ (وزیر اعظم گیلانی)
روٹی کپڑا اور مکان تو بہت چھوٹے مسائل ہیں!
☆ مشرف کو دس بار صدر بنانے کا بیان محاورتاً دیا گیا تھا۔ (پرویز الٰہی)
سیاستدانوں کی ساری زندگی ہی محاورتاً ہوتی ہے۔
☆ میری دادی جنوبی افریقہ کی شہزادی اور ساجدہ میر لنڈا بازار کی باسی ہیں (فوزیہ بہرام)
آخر جنوبی افریقہ کی شہزادی نے، لنڈا بازار کی باسی سے معافی مانگ لی۔
☆ پیپلز پارٹی نے مشرف کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا معاہدہ کیا (جمشید دستی)
گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے!
☆ فوزیہ وہاب کو جامعہ بنوریہ کے مہتمم قرآن مجید کی تفسیر پیش کر رہے ہیں (ایک تصویر)
اے کاش وہ یقین کر لیں کہ قرآن مجید دنیا کے ہر آئین سے بالاتر اور مکمل آئین ہے۔

حُسنِ انتقاد

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **نام، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرمائے** مصنف: الشیخ العلامہ عبداللہ ابراہیم ترجمہ: مولانا شیر الرحمٰن

تبصرہ، جاوید اختر بھٹی ضخامت: ۹۹ صفحات قیمت ۱۵۰ روپے ناشر: دارالکتاب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

رسول اللہ نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو پوشیدہ نہیں رہنے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لیے ہر بات کی وضاحت کر دی گئی۔ آپ نے جہاں بہترین معاشرے کو ترتیب دیا وہاں بچوں کے نام رکھنے پر بھی خاص توجہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک تم لوگ قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے آباء (ماں باپ) کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے۔ اس لیے اپنے (بچوں) کے اچھے نام رکھا کرو۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں ہر ایک کی ولادت پر جب ان کے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام ''حرب'' رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کا نام ''حرب'' سے تبدیل کر کے حسن و حسین رکھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلب (کتا) یا کلیب (اسم تصغیر، چھوٹا سا پیارا کتا) نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ نام رکھے جاتے ہیں اور کچھ نامور لوگ بھی ان ناموں کے گزرے ہیں۔ ایسے نام رکھنے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ نام شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

رسول اللہ نے زحمان کو بشیر، بغیض کو حبی، حسیل کو حسین، قرض اور ظالم کو ارشد، فتح کو سراج، حزن کو سہل کے نام میں تبدیل کیا۔ یہ نام رسول اللہ نے پسند فرمائے اس لیے ان ناموں کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

ہمارے ہاں اکثر اسلامی ناموں کی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ ان کتابوں میں ایسے ناموں کی فہرست بھی شامل ہونی چاہیے جنھیں رسول اللہ نے پسند نہیں فرمایا یا تبدیل کر دیا۔ ہمارے ہاں انوکھا نام رکھنے کی روایت قائم ہو رہی ہے۔ لوگ اپنے بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کا وہ خود بھی مطلب نہیں جانتے۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔

یہ مختصر کتاب حوالوں کے ساتھ مکمل اور مستند ہے۔ نام رکھتے وقت اس سے راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ نام رکھتے ہیں تو اس کے ساتھ یہ امید کرنی چاہیے کہ اولا نیک اور صالح ہو گی۔

اس کتاب کے مترجم مولانا شیر الرحمٰن نے بھی متوجہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ اسد اللہ کے ساتھ شیر الرحمٰن کی گنجائش

بھی نکل آئے گی۔

● **تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت (پنجاب)**　　مصنف: محمد نذیر رانجھا　　تبصرہ، جاوید اختر بھٹی

ضخامت: جلد اول، ۵۱۸۔ جلد دوم، ۵۲۶ صفحات　　قیمت: دو جلدیں ۸۰۰ روپے

ناشر: دار الکتاب۔ کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

رانجھا صاحب علمی حلقوں میں ایک قد آور شخصیت کے طور پر اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ ان کی گرانقدر تصانیف، تالیفات اور تراجم کی تعداد ۳۸ ہے۔ رانجھا صاحب کئی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔ انھوں نے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۲ء تک مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اور نیشنل ہجرہ کونسل میں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۹۲ء سے تا حال وہ اسلامی نظریاتی کونسل سے وابستہ ہیں۔

زیر نظر کتاب کی وجہ تصنیف یوں بیان کرتے ہیں:

> ''برادرم مکرم جناب شبیر احمد خان میواتی زادلطفہ، کتاب دوستی و علم دوستی کے خوگر اور علمی کاموں میں معاونت کر شیفتہ و گرویدہ ہیں اور یہ ناکارہ روزگار ایک عرصہ سے ان سے مستفید ہو رہا ہے۔ وہ بروز سوموار مورخہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ / ۱۱ دسمبر ۲۰۰۶ء کو دوست محترم جناب حافظ محمد ندیم زادلطفہ کے ہمراہ تشریف لائے اور دونوں صاحبان نے بندہ سے تقاضا فرمایا کہ تذکرہ علمائے اہل سنت کی بڑی ضرورت ہے۔ آپ اس کی تصنیف و تالیف کریں، جو تعاون ہم سے ہو سکا وہ ہم کریں گے اور اس کی اشاعت کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ جناب ندیم صاحب نے اشاعت کا ذمہ خود لے لیا۔ نیز اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ بندہ نے عرض کیا کہ احقر پہلے ہی کئی علمی کاموں میں مصروف ہے۔ اگر معذرت قبول فرمالیں تو کرم ہوگا۔ لیکن ان مہربان ہستیوں نے مسلسل اصرار فرمایا تو احقر نے اللہ کریم کے فضل و کرم کے بھروسے پر حامی بھر لی۔''

زیر نظر تذکرہ ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ۱۱۴ علمائے کرام کا تذکرہ ہے۔ آج ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ اس میں قارئین کے پاس کتب بینی کے لیے زیادہ وقت نہیں ہے۔ اس طرح کی کتب مفید ہیں۔ پڑھنے والا ایک ہی کتاب سے بہت سے علم حاصل کر لیتا ہے۔

رانجھا صاحب کو خانقاہ سراجیہ سے خاص نسبت ہے۔ اس کتاب کا انتساب مولانا ابوالخلیل خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ یہ صرف انتساب ہی نہیں، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف سے بے پناہ عقیدت اور محبت کا اظہار بھی ہے۔

زیر نظر کتاب میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک اہم واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ''آپ شیخ الحدیث حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انھوں نے علماء کے مجمع عام میں آپ کو ''امیر شریعت'' کے خطاب سے نوازا اور سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کو بلند اعزاز عطا کیا۔''

رانجھا صاحب نے بہت سے اہم کام کیے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کا یہ کام سب سے زیادہ اہمیت حاصل

کرے گا۔اور یہ دیر تک زندہ رہنے والی کتاب ثابت ہوگی۔اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی جانبداری کا اظہار نہیں کیا گیا۔

● **قلم کے چراغ**　ترتیب وتدوین: پروفیسر محمد اقبال جاوید　　تبصرہ، جاوید اختر بھٹی

ضخامت: ۶۰۵ صفحات　　قیمت: ۴۸۰ روپے　　ناشر: دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

''قلم کے چراغ'' آغا شورش کاشمیری کی غیر مدوّن تحریروں کا مجموعہ ہے۔جنھیں موضوعات کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔آغا صاحب کے قلم کی کاٹ ہر تحریر میں نظر آتی ہے۔اس کتاب میں مختلف موضوعات پر آغا صاحب کی تحریروں سے اقتباسات منتخب کیے گئے ہیں۔ یہ تمام تحریریں ''چٹان'' سے حاصل کی گئی ہیں۔میرے نزدیک یہ بہترین انتخاب ہے۔اس کی ہر سطر میں آغا صاحب کی تصویر نظر آتی ہے۔

آغا صاحب کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے نثر میں حمد ونعت کی کیفیت پیدا کر دی۔

☆ خوف ایک ہی ہے اور وہ اللہ کا خوف ہے۔انسان سے ڈرنا ربوبیت کی توہین ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر یقین کامل کے سوا دامنِ حیات میں کوئی متاع نہیں۔یہی زندگی کا واحد سرمایہ اور شبستانِ وجود کا واحد چراغ ہے۔

آغا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار بھی کرتے ہیں اور یہ ان کی زندگی کا مشن تھا۔

☆ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں۔وہ ہمارے پاس اللہ کا پیغام لائے ہیں۔ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔اور جو ان کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کرۂ ارض پر سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

☆ ہمارے نزدیک صرف ایک وجودِ اقدس کا قول وعمل آویزۂ گوش ہے اور وہ حضور سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔اس کے بعد ترتیب یوں ہے کہ ذکرِ حضرت حسینؓ آتا ہے:

ٹل نہیں سکتا کسی حالت میں فرمانِ حسینؓ
ثبت ہے تاریخ کے چہرے پہ عنوانِ حسینؓ

اور پھر فقراء وعلماء کے سلسلے میں حضرت شیخ علی ہجویری، مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا احمد علی لاہوری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مفتی محمد حسن، مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبدالہادی ین پوری، حضرت سید محی الدین شاہ (گولڑہ شریف)، مفتی محمد شفیع، علامہ رشید ترابی، علامہ ابن حسن جارچوی، مولانا اظہر حسن زیدی، مظفر علی شمسی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، حافظ احسان الٰہی ظہیر کے بارے میں لکھا ہے۔ان میں زندہ لوگوں کی تحسین کی گئی ہے اور وفات پانے والوں کو بہت محبت سے یاد کیا گیا ہے۔اس فہرست کو ایک نظر دیکھیں تو اس میں مختلف مکتبۂ فکر کے علماء حضرات موجود ہیں۔یہی بات آغا صاحب کی مقبولیت کو ظاہر کرتی ہے۔

اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

☆ بنیادی طور پر اقبال ایک عالمی شاعر اور اسلامی مفکر ہے۔جس کے مخاطب مسلمان اور ان کی وساطت سے پورا مشرق ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

☆ مولانا کو اپنے دماغ کی رفعت اور قلم کی طاقت پر اتنا اعتماد تھا کہ ذہن میں موجود مسودات کو بھی کاغذ پر لکھا ہوا سمجھتے تھے۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد نے زندگی بھر کسی شخصیت کے خلاف زبان کھولی، کبھی ان کی زبان وقلم سے ایسا فقرہ نہیں نکلا جو ذاتیات سے آلودہ ہو۔ مولانا آزاد اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے آغا صاحب کو خاص عقیدت تھی۔ ایسی محبت ان کے دل میں کسی اور کے لیے نہیں تھی۔ شاہ جی کے بارے میں لکھتے ہیں:

جب کبھی اس کی خطابت کا تصور باندھا
قرنِ اوّل کے خطیبوں کی ادا یاد آئی

☆ ان کے نزدیک ہر چیز کی ایک ہی ترازو تھی۔ اور وہ تھا قرآن مجید، اسوۂ رسول، سیرۃ صحابہ اور علمائے امت کا فہم وتدبر، ان ائمہ اربعہ کے سوا جن کی فقہ چلتی ہے وہ کسی جدید فقہ کے قائل نہ تھے۔ ان کا واحد معیار اسلاف تھے۔ اس دور کی بیشتر تحریکیں ان کے نزدیک ذہنی بدکاری تھیں۔

☆ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب دماغوں اور دلوں کے حکمران تھے۔ اپنی بے سروسامانی کے باوصف انھیں اس اقلیم میں جو وقار اور اقتدار حاصل تھا۔ اس کا اقرار واعتراف ہر جگہ موجود ہے۔

ان کے علاوہ آغا صاحب نے جن شخصیات کا اعتراف کیا ان میں محمد علی جناح، ظفر علی خان، حمید نظامی، محمد علی جوہر، خواجہ حسن نظامی، چودھری افضل حق، علامہ مشرقی، نوح ناروی، عبدالمجید سالک، مولانا غلام رسول مہر، اختر شیرانی، چراغ حسن حسرت، مرتضیٰ احمد میکش، اظہر امرتسری، سردار عبدالرب نشتر، غلام حسین مہر، سعادت حسن منٹو، مولانا صلاح الدین احمد، سراج الدین ظفر، استاد اللہ بخش، ماہر القادری، شیخ خورشید احمد، سید قاسم رضوی، پروفیسر سراج الدین، شیخ اکرام اور جسٹس ایم آر کیانی شامل ہیں۔ ان کے بارے میں اس انداز سے لکھا گیا کہ یہ مختصر اور منفرد تحریریں برسوں کے فاصلے ختم کر دیتی ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شخصیت ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور ہم انھیں دیکھ رہے ہیں۔

آغا صاحب نے صرف شخصیات کو ہی موضوع نہیں بنایا اس کتاب میں وہ معاشرے کے ہر شخص سے مخاطب ہیں۔ اور انھوں نے ہر جابر، ظالم اور اقتدار کے نشے میں بدمست حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہا۔ آج کل تو کلمۂ حق کو اخبار کی پیشانی پر لکھ کر رسوا کیا جاتا ہے۔ مگر شورش کاشمیری ایک بے باک اور بہادر ادیب، شاعر اور صحافی تھے۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایک بہادر انسان کی نئی نسل سے متعارف کرایا اور اس اندھیرے میں ''قلم کے چراغ'' روشن کیے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کو شورش کاشمیری کی دیگر کتب سے زیادہ پذیرائی حاصل ہوگی کیونکہ اس میں ان کی شخصیت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو شبیر احمد خان میواتی کے نام معنون کیا گیا ہے۔ میواتی صاحب کا کتاب سے رشتہ اور اہل علم کے ساتھ تعاون کا جذبہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

● **احکام الحج** مؤلف: مولانا مفتی محمد طاہر مسعود ضخامت: ۲۴۰ صفحات قیمت: درج نہیں
ملنے کا پتا: المیز ان۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

حج اور عمرہ کے مسائل کے حوالے سے بہت سی کتابیں بازار میں موجود ہیں۔ ان کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ نت بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ مسائل بھی نئے نئے سامنے آنے لگے۔

مفتی صاحب نے ان مسائل کو قرآن وحدیث، سنت، اجماع صحابہ اور اجتہاد کی روشنی میں حل کیا ہے۔ فضائل حج، فلسفہ و اہمیت حج، آدابِ سفر حج، حج کی مسنون دعائیں۔ اصطلاحی الفاظ اور ان کے معانی، حج کی شرائط، احرام اور اس سے متعلقہ مسائل، طواف، سعی، اقسام حج، منیٰ، عرفات، مزدلفہ کی دعائیں اور مسائل، خواتین کا حج، زیارات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، روضۂ اقدس پر حاضری، صلوٰۃ وسلام اور اس کے آداب۔ ان عنوانات کے تحت مفتی صاحب نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ باحوالہ مسائل ومعلومات جمع کی ہیں۔ زبان نہایت آسان اور عام فہم ہے۔

کتاب کی تصدیق وتحسین کرنے والی شخصیات میں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ، حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ (دارالعلوم دیوبند) اور مبلغ اسلام مدرس مسجد الحرام حضرت مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم شامل ہیں۔

● **حج اور سفرِ حج کی مسنون دعائیں** مرتب: مولانا مفتی طاہر مسعود ضخامت: ۲۴ صفحات قیمت: درج نہیں
ناشر: المیز ان، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

حج...... ارکانِ اسلام میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسباب اور استطاعت نصیب فرما دیں تو حج فرض ہو جاتا ہے۔ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب نے حج اور سفرِ حج کی ستر مسنون دعاؤں کو ترجمہ کے ساتھ اس طرح مرتب کیا ہے کہ سفر حج کے لیے گھر سے نکلنے سے لے کر واپس گھر آنے تک کے تمام اہم مواقع کی مسنون دعائیں اس میں شامل ہیں۔ بہ ظاہر دیکھنے میں یہ ایک چھوٹی سے کتاب ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مفتی صاحب نے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ ہر دعا باحوالہ اور ہر بات مستند، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے گرامی اور تحسین سند کے لیے کافی ہے۔ دو رنگوں میں نہایت خوبصورت طباعت کے ساتھ حج وعمرہ ادا کرنے والوں کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

● **احکام عمرہ** مؤلف: مولانا مفتی محمد طاہر مسعود ضخامت: ۱۵۴ صفحات قیمت: ۱۲۰ روپے
ملنے کا پتا: المیز ان، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "اگر اسباب مہیا ہوں تو عمرہ کیا کرو"۔ بیت اللہ کی زیارت، طواف، سعی، احرام، حلق سب عبادات میں شامل ہیں۔ چونکہ یہ عبادات ہر مسلمان کے لیے ہر وقت ممکن نہیں زندگی میں کبھی کبھار ہی اس کی

ادائیگی کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے عام طور پر مسلمان اس کے احکام و آداب سے واقف نہیں ہوتے۔ مولانا مفتی محمد طاہر مسعود نے نہایت آسان زبان میں عمرہ کے احکام کو حسنِ ترتیب سے مدوّن کیا ہے۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے گرامی کتاب میں شامل ہے، جس سے اس کتاب کی اہمیت دو چند ہوگئی ہے۔ ''المیزان'' نے طباعت کے بہترین معیار کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔ بہت ہی مفید کتاب ہے۔

● **ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی۔ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر** مدیر: مخدوم زادہ خیرالدین انصاری

ضخامت: ۲۵۸ صفحات۔ زرِ سالانہ ۳۰۰ روپے۔ موجودہ اشاعتِ خاص ۲۵۰ روپے

ملنے کا پتا: ۱۹۷۔ بی بلاک اے، شمالی ناظم آباد کراچی، ۷۴۷۰۰

جناب احمد خیر الدین انصاری باذوق اہل قلم میں سے ہیں۔ ماہنامہ مسیحائی کی خصوصی اشاعتوں کے ذریعے قارئین کے لیے علم و عرفان کے موتی لٹاتے رہتے ہیں۔ اس سے قبل قرآن نمبر، سیرت نمبر اور کئی خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کر چکے ہیں۔ زیرِ نظر شمارہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر بہترین تحریروں اور نعتوں کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ اس خصوصی اشاعت کی ترتیب و تدوین محترم ڈاکٹر حافظ محمد ثانی نے کی ہے۔ ان تحریروں کو پڑھ کر ایمان کو جلا ملتی ہے، قلوب و اذہان منور ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت اور آپ کی سیرت طیبہ سے متعلق معلومات میں بے بہا اضافہ ہوتا ہے۔ خوبصورت سرورق اور کتابت و طباعت معیاری ہے۔ البتہ ڈاکٹر طاہر القادری کے ادارہ کے چار رنگے اشتہار اور دیگر اشتہارات ملنے کے بعد نیوز پیپر پر اشاعت اور پھر قیمت ۲۵۰ روپے نامناسب ہے۔

● **''اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ اور خدا''** مؤلف: رشید اللہ یعقوب ضخامت: ۲۷۲ صفحات، ہدیہ: صدقہ جاریہ

ناشر: رحمۃ للعٰلمین ریسرچ سینٹر، مکان نمبر ۸، زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳ زمزمہ، کلفٹن کراچی ۷۶۰۰۔ فون: ۰۲۱-۳۵۸۷۷۵۶۱

جناب رشید اللہ یعقوب تحقیق کی دنیا میں معروف نام ہے۔ متعدد دینی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ ''اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ'' ان کی معروف کتاب ہے جو اللہ رب العٰلمین، خدا، یا God'' کا اضافہ شدہ ایڈیشن ہے۔ مؤلف کا یہ خاص موضوع ہے اور اس پر انھوں نے بہت تحقیق کی ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اللہ کے اسم پاک سے ہی لکھا اور بولا جائے۔ لفظ ''خدا'' یا ''گاڈ God'' اللہ کا مصداق نہیں۔ ''خدا'' کے لفظ پر اجماع بھی نہیں۔ انھوں نے قرآن و حدیث، سیرت، فقہ اور فتاویٰ کے ہزاروں صفحات کھنگال کر یہ تحقیق کی ہے۔ پہلے ایڈیشن میں انھوں نے صرف اپنا موقف پیش کیا تھا لیکن زیرِ تبصرہ اضافہ شدہ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ لفظ ''خدا'' کے حق میں جن علماء نے دلائل دیے ہیں اسے بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ جناب رشید اللہ یعقوب کے دلائل اتنے وزنی ہیں کہ قاری ان کے موقف کو درست تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔ کوئی بات بے حوالہ اور بے سند نہیں۔ مؤلف اس کتاب کو فروخت نہیں کرتے۔ ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے (آمین) (تبصرہ سید عطاء المنان بخاری)

ادارہ

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا لاہور میں اہم اجلاس

لاہور (۸ر جون) متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے زیر اہتمام مختلف مکاتبِ فکر اور دینی جماعتوں کے بھرپور اجتماع میں جو مجلسِ احرار اسلام کے مرکزی دفتر میں قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور صاحبزادہ رشید احمد کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ ۲۸ رمئی سانحہ لاہور کے حوالے سے قادیانی مسئلہ کو دوبارہ اوپن کرنے کی کوششوں پر شدید تشویش اور اضطراب کا اظہار کیا گیا اور تمام مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام اور رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ قادیانی مسئلہ ۱۹۷۳ء کے دستور میں ہمیشہ کے لیے طے کر دیا گیا ہے اور اسے دوبارہ ری اوپن کرنے کی کوششوں کا بھرپور قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا۔ اجلاس میں مقررین نے کہا کہ قادیانی مراکز پر مسلح حملوں کی ملک کے تمام مذہبی حلقوں نے مذمت کی ہے اور ہم ان حملوں کے بہانے عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلانے اور قادیانی مسئلہ کو دوبارہ اوپن کرنے کی اس مہم کی شدید مذمت کرتے ہیں اور تمام دینی قوتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس سازش کے مقابلے میں متحد ہو جائیں۔ مشترکہ اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ۲۸ رمئی کو لاہور کے واقعات کی اعلیٰ سطح پر عدالتی تحقیقات کرائی جائیں اور سپریم کورٹ کے ججز پر مشتمل عدالتی انکوائری کمیشن قائم کیا جائے جو سانحہ لاہور کے پس منظر اور محرکات کو بے نقاب کرے اور اس سازش کو سامنے لائے جو اس کے پیچھے کارفرما ہے مشترکہ اجلاس میں تمام دینی جماعتوں کے قائدین سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس مسئلے پر فوری طور پر متحد ہو کر ملک کی رائے عامہ کی رہنمائی کریں اور قوم کو متفقہ لائحہ عمل دیں۔ اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، مولانا امیر حمزہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، عبداللطیف خالد چیمہ صاحبزادہ سید محفوظ احمد مشہدی، سردار محمد خان لغاری، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا محمد امجد خان، علامہ ممتاز اعوان، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس، سیف اللہ خالد، رعائت اللہ فاروقی، مولانا محمد مغیرہ، آفتاب احمد خان، قاری شبیر احمد عثمانی، محمد رفیق، محمد انور گوندل، مولانا محمد رفیق، محمد متین خالد، محمد یونس حسن اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں اسرائیلی جارحیت کی بھی شدید مذمت کرتے ہوئے او آئی سی سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسرائیلی غنڈہ گردی کی روک تھام مؤثر کردار ادا کرے۔ اجلاس میں میاں نواز شریف کے بیان پر سخت تنقید کی گئی اور کہا گیا کہ قادیانی ہم وطن شہری تو ہو سکتے ہیں بھائی ہرگز نہیں اس مسئلہ پر نواز شریف کو اپنا بیان واپس لینا چاہیے۔ اجلاس کے بعد مولانا زاہد الراشدی، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا امیر حمزہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، سردار محمد خان لغاری اور سید محمد کفیل بخاری نے مشترکہ پریس کانفرنس میں الزام عائد کیا کہ بعض سیاسی قوتیں اور بعض اخبارات اور

چینلز قادیانیت کو پراپگیٹ کر رہے ہیں جب کہ قادیانی پارلیمنٹ اور آئین کو چیلنج کر رہے ہیں۔ ان رہنماؤں نے کہا کہ آئین میں درج قادیانیوں کی حیثیت میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے بعض قوتیں بڑی سرگرم ہیں پریس کانفرنس میں بتایا گیا کہ پاکستان میں قادیانی جماعت کے ایک ڈائریکٹر مرزا غلام احمد کی نشریاتی اداروں پر گفتگو کو قانونی نقطہ نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے ایک سوال کے جواب میں تحریکِ ختم نبوت کے رہنماؤں نے بتایا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں لا کھڑا کرنے کے لیے عالمی سازشوں کو بے نقاب کرنا اور ان کے سامنے بند باندھنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ تحریکِ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا کہ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے قادیانیوں کو "بہن بھائی اور ملک کا اثاثہ" کہہ کر اسلامی عقائد اور مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح کیے ہیں انھیں اس مسئلہ پر اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہیے اور کھل کر اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے۔ اجلاس میں عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد اور تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

گستاخانہ خاکوں اور قادیانی سازشوں کے خلاف احتجاج

چیچہ وطنی (۱۱ رجون) متحدہ تحریکِ ختم نبوت میں شامل مختلف مکاتب فکر اور ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مرکزی رہنماؤں اور اراکین نے کہا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ خاکوں اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے پاکستان کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اپنا موثر کردار ادا کرنا چاہیے اور ان مسائل کو عالمی سطح پر اُٹھانا چاہیے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ملتان، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ، انٹر نیشنل ختمِ نبوت کے موومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے چنیوٹ، جمعیت علماء اسلام (س) کے رہنما مولانا عبدالرؤف فاروقی نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی ویورپی مفادات اور پراپگنڈے کے سامنے فوری بند باندھنے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لئے او آئی سی کو متحرک ہو کر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات امن وسلامتی کی مظہر ہیں انہوں نے کہا کہ لندن میں پاکستانی سفیر واجد شمس الحسن کی قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد سے ملاقات اور پاکستانی حکمرانوں کو پیغام کی جملہ تفصیلات سامنے لائی جائیں۔ جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے سیکرٹری جنرل قاری جمیل الرحمٰن اختر، تنظیم اسلامی پاکستان کے رہنما مرزا محمد ایوب بیگ، اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے رہنما سردار محمد خان لغاری اور سید محفوظ مشہدی، مرکز سراجیہ کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد، انٹر نیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی اور قاری محمد رفیق وجھوی نے مختلف مقامات پر اپنے اپنے

بیانات وخطابات میں کہا کہ لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کے بعد تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو ہدفِ تنقید بنانا دراصل عالمی کفریہ ایجنڈا ہے جس کے لئے بعض سیاستدان اور اینکرز بھی استعمال ہو رہے ہیں حکمرانوں اور سیاستدانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں متحدہ تحریک ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ گستاخانِ رسول دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ میاں نواز شریف مسلم لیگ سے بے وفائی کرنے والوں کو معافی دینے کے لئے تیار نہیں لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں قادیانیوں کو اپنا بھائی اور ملک کا اثاثہ کہہ رہے ہیں انہوں نے مسلم لیگ کی نظریاتی قیادت اور نظریاتی کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی قیادت کا محاسبہ کریں۔

علماء برطانیہ کا پاکستانی ہائی کمشنر کی مرزا مسرور سے ملاقات پر احتجاج

لندن (پ ر) برطانیہ بھر کے علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پاکستانی ہائی کمیشن لندن کی جانب سے جاری کی گئی پریس ریلیز میں قادیانیوں کو "مسلم" اور ان کی عبادت گاہ کو "مسجد" قرار دینے پر شدید ترین الفاظ میں مذمت کی ہے ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن باوا، جمعیت علماء برطانیہ کے امیر مولانا رضاء الحق سیکھروی، قاری گل محمد، جمعیت علماء برمنگھم کے قاری تصور الحق، ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم کے ڈائریکٹر مولانا امداد الحسن نعمانی، احرار ختم نبوت مشن یوکے کے صدر شیخ عبدالواحد اور سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ، اسلامک اکیڈمی مانچسٹر کے مفتی فیض الرحمٰن، جامعہ صدیقیہ مسجد لندن کے امام مولانا اعجاز نیروی اور دیگر ائمہ مساجد نے کہا ہے کہ پاکستانی ہائی کمیشن کی پریس قونصلر سعیدہ سلطانہ رضوی جو ایک ذمہ دار عہدے پر براجمان ہیں انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے ذریعے قادیانی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور لکھنے سے روک دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو مفتیان کرام رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، پاکستان اور تمام اسلامی ممالک نے پہلے ہی خارج از اسلام قرار دیا تھا۔ اس لئے پاکستانی ہائی کمیشن کی پریس قونصلر سعیدہ سلطانہ رضوی نہ صرف آئین پاکستان کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوئیں بلکہ شریعت کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ فقہاء کا فتویٰ ہے کہ قادیانی یا کسی بھی غیر مسلم کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی لیکن اس کے باوجود کوئی مسلمان، قادیانی یا کسی غیر مسلم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے تو یہ سراسر گمراہی ہے۔ قادیانیوں کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے اب پاکستان کے ہائی کمشنر لندن جناب واجد شمس الحسن بتائیں کہ جب وہ لاہور دھماکہ میں ہلاک ہونے والے قادیانیوں کی تعزیت کے سلسلے میں مرزا مسرور سے ملاقات کے لئے گئے تو انہوں نے کن الفاظ میں تعزیت کا اظہار کیا تھا؟ انہوں نے مزید کہا کہ اس سے قبل ن لیگ کے قائد میاں نواز شریف نے بھی اپنے بیان میں قادیانیوں کو ملک کا سرمایہ اور بھائی قرار دیا تھا یہ بھی قابل مذمت ہے انہوں نے کہا کہ قادیانی نہ ہمارے بھائی نہ ہمارا سرمایہ، قادیانیوں نے ایک جھوٹے مدعی نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی مانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی کبھی بھی پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے وہ اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں ان کا اعلان ریکارڈ پر موجود ہے کہ "جب کبھی ان کو موقع ملے گا وہ پاک و ہند کو دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے"۔ علمائے کرام نے لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر ہونے والے حملے کو ایک گہری سازش قرار دیا۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے کہا کہ وہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم، امتناع قادیانیت آرڈیننس، توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون اور دیگر اسلامی دفعات کو چھیڑنے کی کوشش نہ کرے۔ انہوں نے پاکستان کے ہائی کمشنر واجد شمس الحسن سے کہا ہے کہ وہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور کو یہ پیغام دیں کہ ان کی جماعت پاکستان میں آئین وقانون کا احترام کرے اور پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات سے نہ کھیلیں مختلف رہنماؤں نے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر قادیانیت کو پراپیگیٹ کرنے اور مسلمانوں کے چودہ سوسالہ موروثی اجماعی عقائد کے علاوہ پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے سے اعراض برتنے پر شدید مذمت کی اور کہا کہ میڈیا اور اینکرز کو تحریک ختم نبوت کا مؤقف بھی برابر نشر کرنا چاہیے۔ (رپورٹ: سہیل باوا، ناظم ختم نبوت اکیڈمی لندن)

قادیانیت سے متعلق آئینی شقوں کو چھیڑنے کی اجازت نہیں دیں گے (عبداللطیف خالد چیمہ)

چنیوٹ (۲۰؍جون) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں میں حملوں کے بعد ۱۹۷۴ء کی آئینی قرار دادِ اقلیت اور امتناع قادیانیت ایکٹ جو تعزیرات پاکستان کا حصہ ہے کے خلاف لابنگ اور معاندانہ مہم دستور پاکستان کی نفی ہے بعض دانشور، کالم نویس اور اینکرز اس مہم کو پروموٹ کر کے اس سے مسلمانوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔ یہودی اور قادیانی اس ملک میں عدم استحکام بڑھا کر اس ملک کو مزید کمزور اور اس کے نظریاتی تشخص کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چنیوٹ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد طیب چنیوٹی، انٹرنیشنل ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی و دیگر رہنما بھی اس موقع پر موجود تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تمام مکاتب فکر نے متفقہ طور پر لاہور حملوں کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کے اصل محرکات، عوامل اور ملزمان کی نشاندہی کی جائے۔ لیکن اس واقعہ کی آڑ میں آئین کی شقوں کو چھیڑنے اور ان کو متنازعہ بنانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جاسکتی اگر اس سلسلہ کو نہ روکا گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی۔ انھوں نے کہا کہ چناب نگر (ربوہ) ریاست کے اندر ریاست کا درجہ رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی اپنی مسلح تنظیمیں ہیں ربوہ کے ماحول میں جو مسلمان ادارے قائم ہوئے ہیں اور جو مزدور طبقہ ربوہ کے اردگرد مزدوری کرتا ہے ان کو قادیانی مسلح غنڈے ہراساں کرتے ہیں۔ علماء کرام، ائمہ کرام اور عام مسلمانوں کو غیر قانونی طور پر ہراساں اور پریشان کیا جا رہا ہے۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر جگہ جگہ ناکے لگا کر مسلمان نمازیوں کو بے حد پریشان کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مساجد میں نمازیوں

کی تعداد میں کمی آئی ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ اگر کسی شناخت یا سیکورٹی کی ضرورت ہے تو یہ پولیس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ پولیس اور انتظامیہ اپنی ذمہ داریوں سے اعراض برت کر قادیانیوں کو غنڈہ گردی کا پرمٹ دی رہے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ہم آئینی حدود میں رہتے ہوئے پر امن جدو جہد پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔اس ملک میں ۱۹۵۳ء میں ماشل لاء کے جبر کا تجربہ سب سے پہلے تحریک ختم نبوت پر آزمایا گیا اور دس ہزار نہتے مسلمانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے گئے یہ اس لیے ہوا کہ ہمارے اکابر نے ملک پر قادیانی قبضے کی سازش کو بے نقاب رکھ دیا تھا۔اکابر احرار اور تحریک ختم نبوت کے زعماء نے ظلم و جبر کے تمام وار سہہ لیے لیکن اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے۔۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو قادیانی غنڈوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلباء پر ظلم وسفا کی کی۔اس کے نتیجے میں تحریک چلی۔شہدائے ختم نبوت کا خون بے گناہی رنگ لایا اور قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کو کھل کر اپنا مؤقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے۔۱۳ دن کی بحث کے بعد پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں قادیانیوں کے کفر پر متفقہ فیصلوں کی توثیق کی۔۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر اور اسلامی علامات کے استعمال سے قانوناً روک دیا گیا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی چناب نگر (ربوہ) سمیت ملک میں اسلامی شعائر کا استعمال کر رہے ہیں۔

لاہور واقعہ کے بعد قادیانی جماعت کے رہنما مرزا غلام احمد نے پریس کانفرنس اور ایک ٹی وی چینل پر اپنے آپ کو مسلمان، اپنی عبادتگاہوں کو مسجد، پارلیمنٹ کے فیصلے کو ماننے سے انکار کیا۔روزنامہ الفضل چناب نگر سمیت تمام قادیانی رسائل وجرائد اور لٹریچر میں قادیانی کفر کو اسلام کا نام دے کر ملکی آئین کی مسلسل خلاف ورزی کر رہے ہیں، لیکن قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود، مہدی، عیسیٰ اور محمد قرار دیتے ہیں (معاذ اللہ) قادیانی ووٹر لسٹ میں اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر اور کنجریوں کی اولاد پکارتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمارے حقوق متاثر ہو رہے ہیں لیکن ظلم مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے مسلمانوں کے ساتھ ظلم و ناانصافی ہو رہی ہے کہ ان کا مذہب اسلام کا کلیم ایک ایسا طبقہ کر رہا ہے جس کو پوری دنیا کے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔گویا وہ ریاست سے حقوق تو مانگتے ہیں اور حقوق سلب ہونے پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں لیکن ریاست کے فرائض ادا کرنے سے اعلانیہ باغی ہیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے مذہبی تعاقب کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر سیاسی، معاشرتی سدِ باب کی بھی اشد ضرورت ہے۔بھٹو مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری ایام اسیری میں اڈیالہ جیل میں ڈیوٹی افسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق بنے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے مطالبہ کیا ہے کہ صوبائی و ضلعی انتظامیہ قانون کے مؤثر عملدرآمد کو یقینی بنائے اور یکطرفہ کارروائی کرنے سے گریز کرے۔نیز قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے۔

مدرسہ عزیز العلوم میں مولانا عبدالحق بشیر اور عبداللطیف خالد چیمہ کا خطاب

چیچہ وطنی (۲۴ رجون) مشہور دینی درسگاہ ”مدرسہ عزیز العلوم“ چیچہ وطنی میں حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری کی میزبانی میں منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خان بشیر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک الفاظ و مفہوم ہر دو اعتبار سے اب تک مکمل طور پر محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا قرآن و سنت سے دوری نے ہمیں منزل سے بہت دور کر دیا ہے آج بھی پوری دنیا کے مسائل کا واحد حل آسمانی تعلیمات میں ہی مضمر ہے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد پوری دنیا میں جاری ہے فتنۂ قادیانیت کا تعاقب ہماری ذمہ داری ہے۔ مولانا عبدالحق خان بشیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ۱۸۵۷ء میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کو پھانسیاں دی گئیں اور دین متین کو مٹانے کے لئے ہر حربہ اختیار کیا گیا مگر باطل اس میں کامیاب نہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام دین اسلام کے عملی نفاذ کی جنگ لڑ رہے ہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگیاں ہمارے لئے آئیڈیل ہیں انہوں نے کہا کہ ہم اِس وقت جن سیاسی و معاشی مسائل کا شکار ہیں یہ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ سے ہی حل ہو سکتے ہیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکہ اور عالم کفر پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے دہشت گردی کر رہا ہے اور مسلم ممالک کے قدرتی وسائل پر ناجائز قبضے کو آگے بڑھا رہا ہے صرف دینی طبقات ہی اس کے راستے میں رکاوٹ ہیں اسی لئے دینی اداروں اور دینی تنظیموں کے خلاف کاروائیاں کی جارہی ہیں انہوں نے کہا کہ لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کی آڑ میں تحفظ ختم نبوت کے قوانین کے خلاف جو مہم جاری کی گئی ہے وہ دستور اور دستور ساز اسمبلی کے فیصلوں کے خلاف بغاوت پر مبنی ہے انہوں نے نوجوان نسل پر زور دیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تعلیم و تربیت اور میڈیا پر دسترس حاصل کرے اجتماع سے مولانا محمد احمد معاویہ، غلام رسول ساجد، قاری محمد عمر فاروق نے بھی خطاب کیا۔

برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمشنر سے مولانا عبدالرحمٰن باوا کی قیادت میں علماء کی ملاقات اور واجد شمس الحسن کی وضاحت

لندن (۲۵ رجون) برطانیہ کے علماء کرام کا ایک ۹ رکنی وفد جس کی قیادت ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن باوا کر رہے تھے نے پاکستانی ہائی کمشنر لندن مسٹر واجد شمس الحسن سے ملاقات کی۔ ملاقات میں تحفظ ختم نبوت سے متعلقہ قوانین اور قادیانی مسئلہ زیر بحث آیا۔ واجد شمس الحسن نے علماء کرام کو یقین دلایا کہ ہائی کمیشن پاکستان قادیانیوں کی وہی حیثیت تسلیم کرتا ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے۔ اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور سے اظہارِ تعزیت کے بعد جو پریس ریلیز جاری کی گئی تھی وہ دراصل ایک ڈرافٹ تھا جو کمپیوٹر اسٹاف نے غلطی سے اخبارات کو جاری کر دیا تھا۔ انہوں نے مرزا مسرور سے ملاقات کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ لاہور دھماکوں میں ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت نہیں بلکہ صرف اظہار تعزیت کیا تھا۔ وفد

کی جانب سے ایک یادداشت پیش کی جس میں بتایا گیا کہ ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے ایک حساس مسئلہ ہے پاکستان میں اس حوالہ سے تین تحریکیں چل چکی ہیں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ یادداشت میں پیپلز پارٹی کے بانی چیئر مین ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا کہ ان کے دورِ حکومت ۱۹۷۴ء میں قادیانی مسئلہ حل ہوا۔ اور انہیں پارلیمنٹ کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا عظیم کارنامہ انجام دیا گیا۔ یادداشت میں لاہور دھماکہ کی شدید مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ علماء کرام نے تشدد کی کبھی بھی حمایت نہیں کی علماء کرام نے اپنی یادداشت میں پاکستان بھر میں جاری قادیانی سرگرمیوں پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنایا جائے نیز ان کو شعائر اسلام کی بے حرمتی سے روکا جائے بعض ذرائع ابلاغ کی طرف سے قادیانیوں کی غیر ضروری طرف داری اور وکالت پر بھی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کے پیمرا کی طرف سے ایسے ذرائع ابلاغ کو فی الفور نوٹس جاری کیے جائیں جو آئین کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کی دل آزاری کے مرتکب ہو رہے ہیں یادداشت میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں اور اہم عہدوں سے برطرف کیا جائے نیز بیرون ملک مقیم قادیانیوں کی اسلام مخالف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے وفد میں مولانا اعجاز نہروی، مولانا خالد محمود، مولانا اقبال اعوان، مفتی عبدالوہاب، مولانا سہیل باوا، مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا خلیل الرحمٰن اور سید جمال بادشاہ شامل تھے۔ پاکستان ہائی کمشنر واجد شمس الحسن کے ہمراہ ڈپٹی ہائی کمشنر آصف درانی، منسٹر ویلفیئر کونسل ثالث کیانی، کونسلر کمیونٹی ویلفیئر شہباز نظیر، پریس قونصلر سلطان رضوی، ہیڈ آف چانسری آفتاب حسن خان اور تھرڈ پولیٹیکل سیکرٹری تاج خان شامل تھے۔

پاکستانی سفارت خانے قادیانیوں پر چیک رکھیں (شیخ عبدالواحد)

لندن (۲۵؍ جون) احرار ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد اور سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ نے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ایسے سیکشن بنائے جائیں جو ملک کے اسلامی و نظریاتی تشخص کو اُجاگر کریں اور قادیانیوں کو مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کرنے پر چیک رکھیں، ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے اِس امر پر گہری تشویش ظاہر کی کہ بیرون ممالک خصوصاً امریکہ اور مغربی ممالک میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اسلام اور پاکستان کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- مولانا قاضی بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ: تنظیم اہل سنت پاکستان کے مرکزی رہنما اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کے رفیق خاص تھے۔ گزشتہ ایک سال سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ ۲۰ رجون ۲۰۱۰ء کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔ تمام عمر تبلیغ دین میں گزاری اور مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا فریضہ انجام دیتے ہوئے دارِ فانی سے دارالبقاء کی طرف سفر کر گئے۔ حق تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے اور مغفرت فرمائے۔
- مولانا قاضی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ: ممتاز عالم دین حضرت مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہ (کلاچی) کے فرزند ارجمند
- محسنِ احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ دوست اور مجلس احرار اسلام کے معاون صوبیدار اللہ رکھا کے بھانجے چودھری عبدالشکور مرحوم، کوٹلہ ارب علی خان، گجرات۔
- محمد فرحان الحق حقانی کے ماموں ملک عبدالحمید مرحوم۔ انتقال ۳۱ رمئی ۲۰۱۰ء، ملتان
- شیخ محفوظ احمد مرحوم: احرار ختم نبوت مشن (یوکے) کے صدر شیخ عبدالواحد کے عزیز، انتقال ۲۰ رجون، چیچہ وطنی
- مجلس احرارِ اسلام رحیم یار خان کے صدر حافظ محمد اشرف کی ہمشیر مرحومہ
- ہمارے کرم فرما حافظ محمد انور کے والد حاجی محمد یوسف مرحوم۔ انتقال جون ۲۰۱۰ء چک نمبر 48/12-L چیچہ وطنی

احباب و قارئین سے گزارش ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائیں اور حسنات قبول فرکر اعلیٰ علّیین میں جگہ عطا فرمائیں، پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں (آمین)

دعائے صحت

- محمد الیاس میراں پوری، ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے رکن ادارہ ٹریفک حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں
- جام غلام یسین، ماہڑہ، مظفر گڑھ
- حاجی صدیق صاحب کی اہلیہ شدید علیل ہیں اور نشتر میں زیرِ علاج ہیں۔

دینی تعلیم اور تحفظ ختم نبوت کے کام میں حصہ ڈالیے

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے دارالقرآن کی تعمیر

دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کا جدید دارالقرآن 16×37 کے رقبے میں مغربی جانب تعمیر ہو چکا ہے، تعلیمی و انتظامی اور دفتری ضروریات کے پیش نظر قدیم تعمیرات میں خاصی تبدیلی کی جارہی ہے کام ابھی تشنہ اور زیر تکمیل ہے تقریباً پانچ لاکھ روپے اس کام پر خرچ ہو چکے ہیں اور کم و بیش **دو لاکھ روپے** مزید خرچ ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جملہ اہل خیر سے تعاون کی فوری درخواست ہے، تعاون کا ہاتھ بڑھایئے اور اللہ سے اجر پایئے!

منجانب دفتر مجلس احرار اسلام و دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ اکثر قارئین کا زرِ تعاون سالانہ جون ۲۰۱۰ء میں ختم ہو چکا تھا۔ کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرالی ہے۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود جولائی ۲۰۱۰ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جارہا ہے۔ براہِ کرم مئی میں ہی اپنا سالانہ زرِ تعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

"نقیب ختم نبوت" کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ——— امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

کی تعمیر شروع ہے

تین درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ چھے درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ	فی کمرہ لاگت
30,00,000 (تیس لاکھ روپے)	3,00,000 (تین لاکھ روپے)

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي'' (الحديث)

''میں اللہ کا آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

ختم نبوت نمبر

زیر ادارت

مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری

ماہنامہ **مسیحائی** کی آئندہ خصوصی اشاعت

''**ختم نبوت نمبر**'' جلد شائع ہو رہا ہے۔ اپنی نوعیت کی منفرد پیشکش۔

☆......عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت

☆......تحفظ ختم نبوت کی تاریخ ساز جدوجہد

☆......منکرین ختم نبوت کی سرکوبی

☆......مرزا غلام احمد قادیانی کا مکروفریب

☆......علماء اور سرفروشوں کے کارنامے

☆......تاریخی مناظرے۔ یادگار تحریریں۔ شعراء کا منظوم کلام

☆......تحفظ ختم نبوت اور اہل علم و دانش کی فکر انگیز تحریریں

☆......برصغیر میں منکرین ختم نبوت کا تعاقب

☆......آئینی جدوجہد اور بہت کچھ......ایک تاریخی دستاویز......

بہت جلد منظر عام پر، ہر لائبریری اور ہر ادارے کی ضرورت۔

اشتہارات کے لیے بکنگ جاری ہے۔ خریدار حضرات اپنی کاپی بک کرالیں۔

B-197 بلاک A شمالی ناظم آباد، کراچی 74700

فون: 021-36630641-03323569913

P.O.Box. 18133. Hydri Karachi

Email:sanadeimtiazhotmail.com

www.masihai.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ——— امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاسیس

28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

مدرسہ کے مسافر طلباء کے طعام، علاج، تعلیم اور دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر اور دیگر صدقات عنایت فرما کر اجر حاصل کریں

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ختم نبوت کورس

دس روزہ سالانہ

محاضراتِ ختم نبوت

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

2010ء

19 تا 29 جولائی

عنوانات

1- عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3- انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4- ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5- آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
6- احرار اور محاسبۂ قادیانیت
7- تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
8- اسلام، مغرب اور انسانی حقوق

زیرسرپرستی

ابن امیرِ شریعت
حضرت پیرجی
امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

سیدِ عطاالمہیمن بخاری
دامت برکاتہم

- دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء، دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
- سادہ کاغذ پر درخواست مع فوٹوسٹیٹ شناختی کارڈ
- رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- سوفیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

رابطہ

ملتان	0300- 6326621 061 - 4511961
لاہور	0300- 4240910 042- 35865465
چیچہ وطنی	0300- 6939453 040 - 5482253
چناب نگر	0301- 3138803 047 - 6211523

تحریکِ تحفظِ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

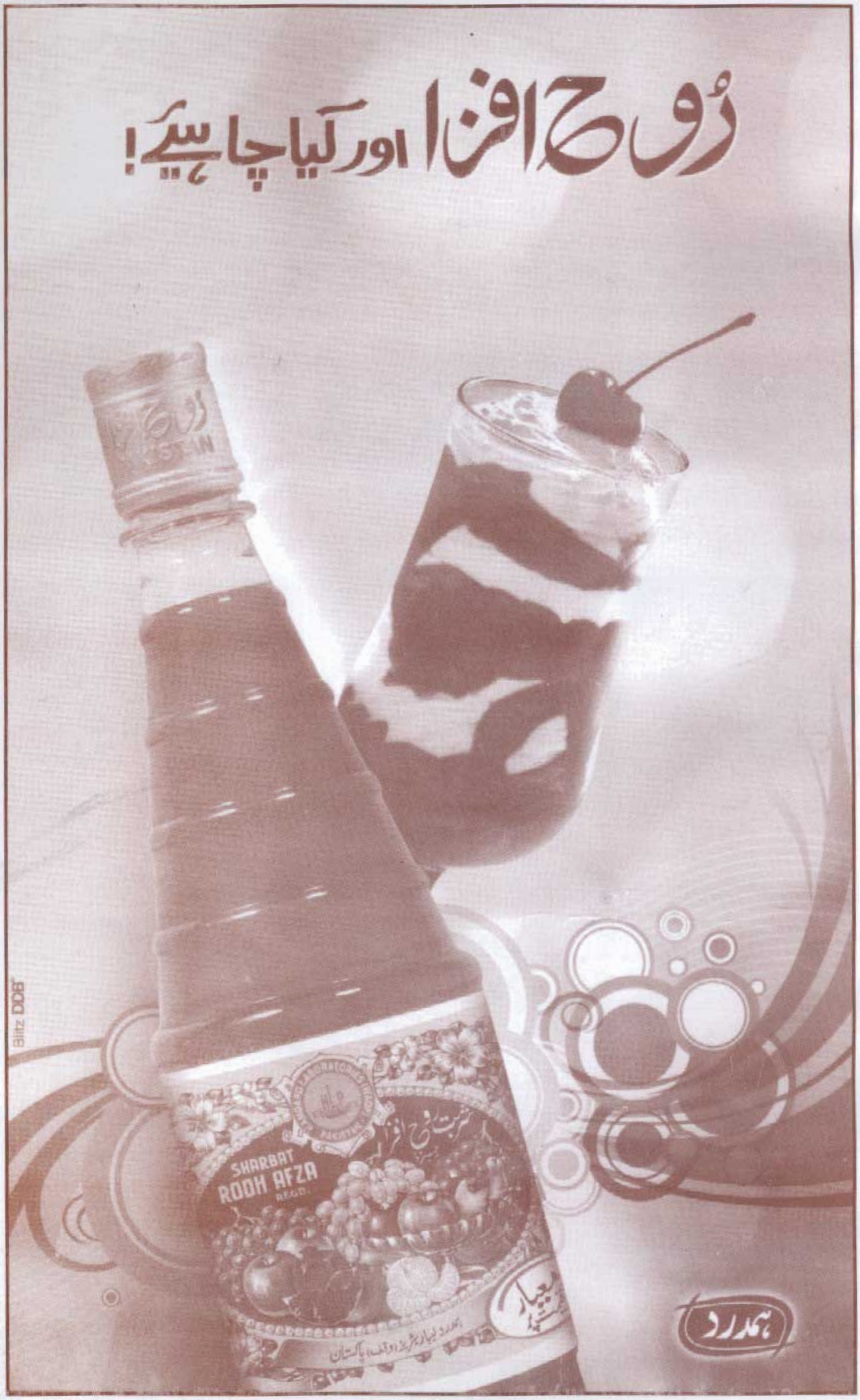
روح افزا اور کیا چاہیے!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
ہمدرد
Blitz DDB

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک	مدینہ ٹاؤن	اقبال سٹیڈیم
اعوان پلازہ	سوساں روڈ	بالمقابل سندباد
041-8540064	041-8543127	041-2605733

جناح کالونی	الحمدللہ فیصل آباد میں پانچ برانچز	گلستان کالونی
گلبرگ روڈ		نزد عزیزہ فاطمہ ہسپتال
041-2642833		041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore